بسم اللہ الرحمن الرحیم

Regd S. No 1411

پوسٹ بکس نمبر ۷۳۹۴ کراچی ۳

رجسٹرڈ ایس نمبر ۱۴۱۱

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کا

روزنامہ

المصلح

فی پرچہ ۱

ہفتہ

ایڈیٹر: عبدالقادر بی۔ اے

۱۷ جمادی الاول ۱۳۷۳ھ

جلد ۷ ۲۳ صلح ۱۳۳۳ھ ش ۔ ۲۳ جنوری ۱۹۵۴ء نمبر ۱۷

مجوزہ امریکی فوجی امداد سے نہ صرف ہندوستان بلکہ پاکستان کی آزادی کو بھی خطرہ ہے

امریکی امداد کے خلاف قرارداد پیش کرتے ہوئے مسٹر مرارجی ڈیسائی کے ارشادات

کلیانی ۲۲ جنوری۔ پاکستان کو امریکہ کی مجوزہ فوجی امداد کے خلاف آل انڈیا نیشنل کانگریس میں پیش کرنے کے لئے جو قرارداد تیار کی جا رہی ہے۔ اس پر کانگریس کی سبجکٹس کمیٹی غور کر رہی ہے۔ کل بھی کمیٹی نے اس قرارداد پر غور کیا۔ اور آج بھی غور کرے گی۔ قرارداد پیش کرتے ہوئے مسٹر مرارجی ڈیسائی نے کہا کہ امریکی امداد سے جو خطرے پیدا ہو سکتے ہیں ان سے پاکستان کو آگاہ کر دیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ اگرچہ پاکستان نے بار بار یقین دلایا ہے۔ کہ یہ فوجی امداد ہندوستان کے خلاف جارحانہ اقدامات میں استعمال نہیں کی جائے گی۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس امداد سے نہ صرف ہندوستان کی آزادی کو خطرہ ہے۔ بلکہ پاکستان کی آزادی کو بھی خطرہ ہے۔ کل کمیٹی قرارداد کے اس حصہ پر غور کر رہی تھی کہ امداد سے پیش آنے والے خطرات کے پیش نظر ہندوستان میں فوجی تربیت لازمی اور ضروری کر دی جائے۔

سلسلہ احمدیہ کی خبریں

ربوہ ۱۸ جنوری (بذریعہ ڈاک) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے گلے میں تکلیف ہے اور کھانسی ہے۔ ۱۹ جنوری۔ صحت خراب ہی ہے۔ کھانسی تیز ہے۔ احباب حضور کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

گہرے دھوئیں کے تین سو ۳۰۰ فٹ بلند سیاہ بادل ایک میل کے فاصلہ سے نظر آ رہے تھے

جلتا ہوا پٹرول لاوے کی طرح بہہ رہا تھا اور اس کے اثر سے زمین کی مٹی بھی آگ کی طرح دہک رہی تھی

ریلوے کے خوفناک ترین حادثے کے متعلق ایک عینی شاہد کا بیان۔ ہلاک ہونیوالوں کی صحیح تعداد کا سرکاری طور پر ابھی کوئی پتہ نہیں چل سکا

کراچی ۲۲ جنوری۔ کل جھمپیر کے قریب پاکستان میل کو جو خوفناک حادثہ پیش آیا۔ اس میں ہلاک ہونے والوں کی تعداد کا سرکاری طور پر آج صبح تک کوئی پتہ نہیں چل سکا۔ لیکن غیر سرکاری اندازہ کے مطابق اس حادثہ میں ۶۰ سے لے کر دو سو تک آدمی ہلاک ہوئے ہیں۔ یہ اندازے انفرادی اندازے ہیں صحیح تعداد کا اس وقت پتہ لگ سکے گا۔ جب حکام بانچ پڑتال کے بعد ان کی تصدیق کر دیں گے۔ اس حادثہ میں زخمی ہونے والے چالیس آدمیوں کو کل تیسرے پہر حیدرآباد اور کوٹری کے ہسپتالوں میں پہونچا دیا گیا۔ ان میں سے تین آدمی شدید زخمی تھے۔ بعد میں ان تین آدمیوں میں سے دو آدمی زخموں کی تاب نہ لا کر حیدرآباد کے ہسپتال میں چل بسے ایک مسافر نے جو حادثہ کے بعد کراچی پہونچا ہے بتایا ہے کہ کئی آدمی باوجود کوشش کے بھڑکتے ہوئے شعلوں سے بچ نہ سکے۔ انجن کا ڈرائیور بچ گیا مگر وہ حادثہ کی تاب نہ لا کر بے ہوش ہو گیا۔

عینی شاہد کا بیان

ایک عینی شاہد نے جو اطلاع ملتے ہی کار میں جائے حادثہ پر پہونچے۔ اور پھر وزیر خارجہ چوہدری محمد ظفر اللہ خاں کے ہمراہ کل تیسرے پہر کراچی واپس آئے بتایا گہرے دھوئیں کے ۳۰۰ فٹ بلند سیاہ بادل ایک میل کے فاصلہ سے نظر آ رہے تھے۔ جب ہم قریب پہونچے تو دیکھا کہ جلتا ہوا پٹرول لاوے کی طرح بہہ رہا ہے اور اس کے اثر سے زمین کی مٹی بھی دہک رہی ہے اس مقام کے چاروں طرف تقریباً نصف میل کے حلقے میں شدت کی گرمی تھی اور چہرے گرمی کی اس بے پناہ شدت سے جھلسے جا رہے تھے۔ حادثے کے مقام تک پہونچنے کے لئے ہمیں ہوا کے رخ کے ساتھ طویل چکر کاٹ کر جانا پڑا۔ اگر ہم ہوا کی مخالف سمت پر چلکر جلدی پہونچنے کی کوشش کرتے۔ تو آگ کے شعلوں کی زد میں آ جانے کا امکان تھا۔

چوہدری محمد ظفر اللہ خان کا بیان

وزیر خارجہ چوہدری محمد ظفر اللہ خاں حادثہ کا شکار ہونے والی ٹرین میں لاہور سے کراچی آ رہے تھے۔ آپ نے بتایا کہ جس وقت حادثہ رونما ہوا تو آپ فجر کی نماز پڑھ رہے تھے۔ تصادم کے جھٹکے کی وجہ سے آپ پاؤں پر کھڑے نہ رہ سکے۔ اور آپ کو بعض معمولی خراشیں آئیں۔ اس سے آپ کو یہ خیال نہ گزرا کہ کوئی بڑا حادثہ رونما ہوا ہے۔ لیکن جمعدار آپ کے پاس دوڑتا ہوا آیا اور آپ اطلاع ملتے ہی فوراً گاڑی سے نیچے اتر آئے۔ آپ نے دیکھا کہ گاڑی کے اگلے ڈبوں میں آگ لگی ہوئی ہے۔ چنانچہ آپ نے فوراً بقیہ ڈبوں کو گاڑی سے علیحدہ کرنے کا مشورہ دیا۔ ابھی کچھ لوگ ڈبوں کو کاٹ کر علیحدہ کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ کہ کوٹری کی طرف سے ایک انجن آ گیا۔ جس کی مدد سے پانچ ڈبوں کو علیحدہ کر لیا گیا آپ کا سیلون ایک چھوٹے سے پل پر کھڑا ہوا تھا۔ بعد میں تیل اور آگ کے شعلے وہاں تک بھی پہنچ گئے۔ جس سے لکڑی کے تختوں کو آگ لگ گئی۔ آپ حادثہ کے مقام پر دو گھنٹے تک موجود رہے۔ امدادی کام کی نگرانی فرماتے رہے۔

وزیر خارجہ چوہدری محمد ظفر اللہ خان نے کراچی پہنچکر بتایا کہ پاکستان میل کے حادثے کا سبب وہ ڈبہ معلوم ہوتا ہے۔ جو ریل کی اس پٹڑی پر گر پڑا تھا۔ جس پر پاکستان میل انتہائی تیز رفتاری کے ساتھ کراچی آ رہا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ریلوے لائن کے اس موڑ پر جہاں یہ حادثہ ہوا مال گاڑی کا یہ ڈبہ کٹ کر دوسری لائن پر گر گیا تھا۔ اس ڈبہ کے کٹ کر لائن پر گرنے کے تھوڑی دیر بعد پاکستان میل حادثے کے مقام پر پہونچا۔ چونکہ اس مقام پر ریلوے لائن کا موڑ ہے۔ اس لئے یہ ممکن ہے کہ پاکستان میل کے ڈرائیور کو یہ نظر نہ آ سکا ہو کہ لائن پر کوئی چیز پڑی ہوئی ہے۔ انجن اور پٹرول کے ڈبے میں تصادم ہو جانے کی وجہ سے ڈبہ پھٹ گیا۔ اور پٹرول میں آگ لگ گئی۔ پاکستان میل کے کچھ ڈبے تصادم کی وجہ سے لائن سے نیچے گر پڑے اور پٹرول پڑنے کی وجہ سے ان میں بھی آگ لگ گئی۔ ہوا کے تیز جھونکوں کے ساتھ آگ تیزی کے ساتھ پھیلنے لگی۔ اور اس نے پچھلے ڈبوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لی۔ آگ کے شعلوں کے ساتھ پٹرول ریل کی پٹڑی کے دونوں طرف اڑنے لگا اور اس طرح آگ کے شعلے دور تک پھیل گئے۔

(باقی صفحہ ۸ پر)

بہاولپور میں غلہ کے گودام

بغداد الجدید ۲۲ جنوری۔ ریاست بہاولپور میں غلہ رکھنے کے گودام مکمل ہو گئے ہیں۔ ان میں ۲۸ ہزار ٹن غلہ رکھا جا سکے گا۔ یہ گودام بڑی بڑی منڈیوں کے پاس بنائے گئے ہیں اور ان پر ساڑھے سترہ لاکھ روپیہ خرچ آیا ہے۔ اس رقم میں سے آدھی رقم مرکزی حکومت نے دی ہے۔

جن سنگھ کو جلسہ کے لئے جگہ دینے سے انکار

بمبئی ۲۲ جنوری۔ حکومت بمبئی نے بھارتیہ جن سنگھ کو بمبئی کے سرکاری میدانوں میں اپنا سالانہ اجلاس منعقد کرنے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا ہے۔

—— سڈنی ۲۲ جنوری۔ پاکستان کے وزیر خزانہ چوہدری محمد علی اتوار کے روز سڈنی سے انڈونیشیا کے دارالحکومت جکارتہ پہونچ رہے ہیں۔ وہ وہاں دو دن قیام کریں گے۔ چوہدری محمد علی انڈونیشیا کے وزیراعظم علی ساسترو امی جوجو اور وزیر خزانہ سے ملاقات کریں گے۔

پاکستان میل کا حادثۂ فاجعہ

۲۱ جنوری کو صبح ۵½ بجے جھمپیر کے قریب پاکستان میل کو جو خوفناک حادثہ پیش آیا ہے اور اس میں جو عظیم جانی نقصان ہوا ہے۔ اس پر ادارہ المصلح اپنی اور جماعت احمدیہ کی طرف سے دلی رنج والم کا اظہار کرتے ہوئے مرحومین کے پسماندگان کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرتا ہے اور دست بدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری نوزائیدہ مملکت کا حامی و ناصر ہو۔ اور اسے ایسے جانکاہ حادثات سے محفوظ و مامون رکھے۔ آمین اللھم آمین

عبدالقادر پرنٹر و پبلشر نے آرمی پریس میں طبع کرا کر دفتر المصلح میگزین لین کراچی سے شائع کیا

روزنامہ المصلح کراچی
مورخہ ۲۳ صلح ۱۳۳۲ ہش

اسلامی اخلاق پیدا کرنے کی ضرورت

آج ہم ہر طرف "اسلامی حکومت" "اسلامی قانون" "خدا کی بادشاہت" کے نعرے بلند ہوتے سن رہے ہیں۔ بڑے بڑے اسلامی ممالک میں کئی ایک جماعتیں ایسی پیدا ہو گئی ہیں۔ جوان نعروں کو ترویج دیتی ہیں۔ اور اپنے ملک میں ان نعروں کی بناء پر ایک طوفان برپا کر رہی ہیں۔ ہم نے المصلح کی قریب کی گذشتہ اشاعتوں میں مصر کی پارٹی اخوان المسلمین کا ذکر کیا ہے۔ اور یہ خبر ہر کہ و مہ کو پہونچ چکی ہے کہ مصری حکومت نے اس پارٹی کو غیر قانونی قرار دے دیا ہے۔ اسی قسم کی پارٹیاں ایران میں فدائیان اسلام۔ انڈونیشیا میں مشومی پارٹی اور پاکستان میں اسلامی جماعت کے نام سے قائم ہیں ؛

ان تمام پارٹیوں کی زبان پر "اسلامی قانون" وغیرہ کے نعرے ہوتے ہیں۔ جن کے پس پردہ جیتی ہیں۔ اور بہت سے مسلمان جو دین کے نام سے فطرتی محبت رکھتے ہیں ان پارٹیوں کے نعروں سے متاثر ہو کر ان کے ساتھ لگ جاتے ہیں۔ یہ پارٹیاں اسلامی ممالک میں ایک طرح کی بے چینی پیدا کر رہی ہیں۔ اور حکومتیں جن کے ارکان تقریباً تمام کے تمام مسلمان ہیں ان کو گرانے کی بھی لگاتار قانونی جدوجہد ہی نہیں کر رہیں بلکہ جیسا کہ مصر کی اخوان المسلمین کے حالات سے واضح ہوتا ہے۔ اندرونی طور پر بھی حکومتوں کے خلاف سازش کر رہی ہیں۔ اور بیرونی ممالک کے ساتھ سازباز سے بھی پرہیز نہیں کی جاتی ؛

اگر غور سے مطالعہ کیا جائے تو ان پارٹیوں میں چند معدودے افراد کے سوا تمام کے تمام ارکان صرف نام کے مسلمان ہوتے ہیں۔ اگر ان کے ذرائع معاش اور معاشرت کو دیکھا جائے۔ تو ان میں تمام وہ برائیاں نظر آئیں گی۔ جو آجکل کے دنیا پرست انسان میں پائی جاتی ہیں۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جہاں تک تجارتی وغیرہ امور میں حسن معاملگی کا تعلق ہے یورپ کے لوگ ہم مسلمانوں سے بدرجہا بہتر مسلمان نظر آئیں گے۔ اس کا تجربہ ہم کو ہی نہیں بلکہ تمام لوگوں کو ہے۔ کہ یورپ کی بنی ہوئی اشیاء عین اس بیان کے مطابق ہوتی ہیں۔ جو ان اشیاء کا اشتہاروں میں دیا ہوتا ہے۔ دوائیں ہوں یا اور کوئی خوردنی اشیاء جب آپ کو ثابت کر دیا جاتا ہے۔ کہ یہ یورپ کی بنی ہوئی ہے تو تجربہ سے آپ کی ذہنیت کچھ ایسی بن چکی ہے کہ آپ مزید تحقیقات کئے بغیر ہی وہ چیز خرید لیتے ہیں اور دوکاندار جتنے دام اس کے بتاتا ہے فوراً ادا کر دیتے ہیں۔

اس کے برخلاف یہ بات نہایت شرمناک ہے کہ اگر آپ کو کوئی چیز اسلامی ملک کی بنی ہوئی پیش کی جاتی ہے۔ تو اول تو آپ اس کی صحت کے متعلق سخت شبہ کرتے ہیں اور پھر جو قیمت آپ سے طلب کی جاتی ہے اس کو بھی آپ صحیح نہیں سمجھتے۔ اور دوکاندار سے سودا چکانے لگتے ہیں۔ اور صرف اسی صورت میں ایسی چیز خریدتے ہیں۔ جس صورت میں آپ کو یورپ کی ویسی چیز بازار میں میسر نہیں آتی۔

ہم یہ نہیں کہتے کہ اسلامی ممالک کی بنی ہوئی چیزیں تمام کی تمام بری ہوتی ہیں مگر ہم نہیں بلکہ آپ خود ہی بتلایئے کہ کیا آپ کو اپنے ملک کے تاجر پر وہ اعتماد ہے۔ جو ایک یورپی تاجر پر اعتماد ہوتا ہے ؟

بے شک یورپ میں بھی بے ایمان لوگ موجود ہیں۔ وہاں بھی تجارتی بدعنوانیاں ہوتی وہاں بھی اصل قیمت سے زیادہ قیمت حاصل کرنا بعض اوقات تاجر کی کامیابی سمجھی جاتی ہے۔ مگر ایسے واقعات شاذ و نادر کا حکم رکھتے ہیں۔ مگر ہمارے ملک کا تاجر خدا کی پناہ۔ ذرا حکومت کسی چیز پر کنٹرول لگانے کا ابھی ارادہ ہی ظاہر کرتی ہے۔ کہ وہ چیز منڈیوں سے غائب ہو جاتی ہے۔ عوام تو اس سے محروم ہو جاتے ہیں۔ البتہ دولتمند اس کو ہر قیمت پر بلیک مارکٹ میں خرید سکتے ہیں۔

برطانیہ امریکہ اور یورپ کے تقریباً تمام ممالک میں بعض اشیاء پر ابھی تک کنٹرول قائم ہے۔ مگر کیا کبھی آپ نے کسی مغربی اخبار میں ایک واقعہ بھی ایسا پڑھا ہے کہ فلاں مغربی ملک میں کسی تاجر کو کنٹرول سے زیادہ قیمت پر کوئی چیز فروخت کرنے کی وجہ سے سزا ملی ہو۔ شاید بعض لوگ یہ خیال کریں گے کہ مغرب کے اخبارات اپنے ملک کی شہرت خراب ہونے کے ڈر کی وجہ سے ایسی خبریں شائع نہیں کرتے۔ مگر یہ قیاس سراسر غلط ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہاں کے تاجر آئین پسند ہیں۔ اور حکومت کے احکام کی پابندی کرتے ہیں۔ بے شک ایسے واقعات وہاں بھی شاذ ہوتے ہوں۔ مگر وہ جیسا کہ ہم نے اوپر کہا ہے شاذ و نادر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ مگر یہاں ؟ یہاں تو آوے کا آوا ہی خراب ہے۔ اور ہمیں نہایت شرم کے ساتھ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ تجارت میں عدل۔ دیانت اور احسان ہمارے اسلامی ممالک میں شاذ و نادر ہی کہیں نظر آئے۔ ورنہ حقیقت یہی ہے کہ آپ اپنے مسلمان بھائی پنساری سے ایک آنہ کی پسی ہوئی مرچیں بھی خالص نہیں خرید سکتے۔ ہمارے گھی کے تاجروں کی دوکانوں پر آپ بڑے بڑے بورڈ ایسے پڑھتے ہیں جن میں دعوےٰ کیا جاتا ہے کہ "ہم خالص گھی فروخت کرتے ہیں" مگر جب آپ خرید کر گھر لے جاتے ہیں۔ اور اس کو استعمال کرتے ہیں تو آپ کو اس نتیجہ پر پہونچنا پڑتا ہے۔ کہ ہمارے بازاروں میں ایک تولہ خالص گھی بھی میسر نہیں ہو سکتا ؛

(باقی)

ایک نہایت نیک اور ضروری تحریک

مجالس خدام الاحمدیہ اس طرف خاص توجہ فرمائیں

ایک دوست مکرم فضل الٰہی صاحب ارشد (سندھ) نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں ایک تجویز بھجوائی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ایک فنڈ قائم کرے۔ جس میں زیادہ سے زیادہ خدام شامل ہوں شامل ہونے والے خدام سالانہ ایک روپیہ چندہ دیا کریں۔ اس طرح جو رقم جمع ہو۔ اس سے ہر سال کم از کم ایک آدمی کو حج کرا دیا کرے۔ اس طریق سے بہت سے لوگوں کو نیک کاموں میں خرچ کرنے کی توفیق ملے گی۔ اور ساتھ ہی حج کے ثواب میں حصہ دار ہوں گے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے اس تجویز پر خوشنودی کا اظہار فرمایا ہے نیز فرمایا ہے۔ "فی الحال یہ تحریک کی جائے کہ جو کوئی شخص چھ سو روپیہ خود دے۔ اسے اس فنڈ سے مزید چھ سو روپے دے دیئے جائیں گے۔ تاکہ وہ حج کر کے آسکے۔"

پس میں اللہ تعالےٰ کا نام لے کر اس نیک تحریک کا آغاز کرتا ہوں۔ اور ایک امانت دفتر محاسب صدر انجمن احمدیہ میں "حج فنڈ" کے نام سے کھلوا رہا ہوں۔ جو احباب اس نیک تحریک میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔ وہ اپنے نام سے دفتر خدام الاحمدیہ ربوہ کو اطلاع دیں۔ تا ابھی سے ان کے نام درج رجسٹر کر لئے جائیں۔ اور آئندہ آنے والوں کے لئے ریکارڈ رہے۔ اور تحریک میں حصہ لینے والے اپنی رقم براہ راست بد امانت "حج فنڈ خدام الاحمدیہ" میں جمع کرانے کے لئے محاسب صدر انجمن احمدیہ ربوہ کو ارسال فرمائیں۔

احباب اپنے پورے پتہ سے دفتر خدام الاحمدیہ کو اطلاع دیں۔ تا آئندہ خط و کتابت میں سہولت ہو ؛ (نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

درس کتب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق ضروری ہدایت

نظارت تعلیم و تربیت کی طرف سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کے درس کے متعلق پہلے سے ہدایت موجود ہے کہ جماعت ہائے احمدیہ اپنے اپنے ہاں علاوہ دوسرے درسوں کے اسے بھی جاری فرمائیں۔ اس مختصر نوٹ کے ذریعہ اس ہدایت کی تجدید کی جاتی ہے۔ یہ بات تجربہ میں آ چکی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا مطالعہ اور درس ظلمات سے نکال کر نور کی طرف لاتا ہے۔ پس جماعتوں کو اس درس سے لاپرواہی نہیں کرنی چاہیئے۔ نظارت ہذا کے رپورٹ فارم میں ایک سوال درس کے متعلق بھی ہے سیکرٹری صاحبان تعلیم و تربیت کو چاہیئے کہ رپورٹ دیتے وقت اس درس کے متعلق بھی ضرور نوٹ دیا کریں (ناظر تعلیم و تربیت)

درخواستہائے دعا

(۱) میرا لڑکا سعید الحق عرصہ سے بیمار ہے۔ احباب جماعت اس کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار محمد عبد الحق مجاہد امرتسری منٹگمری (۲) خاکسار امسال پنجاب یونیورسٹی کے امتحان میں شرکت کر رہا ہے احباب کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔ حمی الاسلام نسیم جماعت دہم تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ

پتہ مطلوب ہے

پٹیالہ میں ایک دوست دلاور صاحب خزانچی رہا کرتے تھے جن کا ایک بازو کٹا ہوا تھا ان کے صاحبزادے جن کا نام امیر اختر یا محمد اختر ہے کے ایڈریس کی ضرورت ہے۔ اگر کسی صاحب کو ان کا علم ہو۔ تو اس کی مجھے اطلاع دیں ؛

خاکسار:۔ محمد عبد الحق مجاہد امرتسری منٹگمری

قرآن مجید کے مفسرین اور اُن کے مختصر حالات

(از مکرم مولوی ابوالمنیر نورالحق صاحب پروفیسر جامعۃ المبشرین ربوہ)

قرآن مجید ایک ایسے ضابطۂ حیات پر مشتمل ہے۔ جس میں شریعت اخلاق اور تمدن کے قوانین کو مکمل طور پر بیان کر دیا گیا ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے اب کسی اور ضابطۂ حیات کی ضرورت نہیں۔ دنیا بدل جائے۔ لیکن قرآن مجید کے اصول ہر زمانے کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے کافی ہیں۔ وہ ایک ایسا پاک درخت ہے۔ جو ہر زمانے کی ضرورت اور حالات کے مطابق پھل دیتا چلا جائے گا۔ بظاہر اس کے الفاظ مختصر ہیں۔ لیکن ان الفاظ میں مطالب کا ایک سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ اس کا اسلوب بیان اس قسم کا ہے۔ جیسے کوزہ میں دریا بند کر دیا جائے۔

چونکہ قرآن مجید کے الفاظ اپنے اندر وسیع مطالب رکھتے ہیں۔ اس لئے اس بات کی ضرورت تھی۔ کہ اس کے مضامین اور حقائق سے پردہ اٹھایا جائے۔ اور ان بیش قیمت ہیروں۔ موتیوں اور جواہرات سے لوگوں کو مالا مال کیا جائے، جو اس کے خزانوں میں پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ ہر زمانے میں اللہ تعالےٰ نے لوگوں کے دلوں میں جوش پیدا کیا۔ کہ وہ اس کلام پاک کی تفسیر بیان کریں۔ سو ہر زمانے میں کثرت سے ایسے لوگ پیدا ہوتے رہے جنہوں نے قرآن مجید کی تشریح کرنے کی سعادت حاصل کی۔ تیرھویں صدی کے وسط تک جس قدر تفاسیر کا علم شائقین کو ہو سکا۔ ان کی تعداد ۱۱۶۱ بیان کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ قرآن مجید کے متعلقہ علوم پر جو سینکڑوں کی تعداد میں کتب تحریر کی گئیں۔ اور وہ کتب تفسیر جو قلمی تھیں اور شائع نہ ہو سکیں۔ یا ضائع ہو گئیں۔ وہ اس کے علاوہ ہیں۔ پھر چونکہ اس کامل کتاب نے تا قیامت دنیا کے لئے ہادی بننا تھا۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے یہ انتظام فرما دیا۔ کہ ایسے لوگ دنیا میں وقتاً فوقتاً مبعوث ہوتے رہیں۔ جن کا اس ذات باری سے تعلق ہو۔ جس نے اس پاک کتاب کو نازل کیا ہے۔ اور جو اس کے صحیح مفہوم کو جانتا ہے۔ تا یہ آسمانی لوگ چشمۂ صافی سے پانی حاصل کر کے دنیا کو سیراب کریں۔ اور جو غلطیاں کتاب پاک کی تشریح میں واقع ہوئی ہوں۔ ان کو واضح کر دیں۔ چنانچہ اس زمانہ میں خدا تعالےٰ نے حضرت مرزا غلام احمد صاحبؑ کو مسیح موعود اور مہدیٔ معہود بنا کر بھیجا۔ اور آپؑ کے ذریعہ قرآن مجید کی نادیدہ شان اور اس کے اعجاز کو ظاہر کیا۔ اور پھر آپ کی نسل سے حضرت میرزا بشیرالدین محمود احمدؓ صاحب کو روح القدس سے ظاہر کیا۔ اور ان کے ذریعہ سے قرآن مجید کے صحیح مطالب سے دنیا کو آگاہ کیا۔

پس ہر زمانے میں اس کتاب کی شان ظاہر ہوتی رہی ہے۔ اور آئندہ بھی آشکارا ہوتی رہیگی۔ ذیل میں ہم اختصاراً ان لوگوں کا ذکر کریں گے۔ جنہوں نے اس باغ کے پھلوں اور پھولوں کو چن کر دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اور ہم اللہ تعالےٰ سے دعا کرتے ہیں۔ کہ وہ ان تمام لوگوں پر رحمت نازل کرے۔ جنہوں نے نیک نیتی سے اپنی عمروں کو کلام پاک کی خدمت میں صرف کر دیا۔ اور ہم یہ بھی التجا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ ہم پر بھی رحم فرمائے۔ اور اپنے پاک کلام کے خادموں میں سے بنائے۔ وباللہ التوفیق۔

مفسر اول

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فداہ ابی وامی پر جوں جوں قرآن مجید نازل ہوتا۔ حضور نہ صرف یہ کہ اس کے الفاظ کو لوگوں تک پہنچاتے۔ اسے لکھواتے اور یاد کرواتے۔ بلکہ حکم وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیھم ولعلھم یتفکرون ۰ (نحل آیت ۴۴) کے مطابق اسے مناسب تشریح اور تفصیل کے ساتھ سمجھاتے۔ اس لئے قرآن مجید کے سب سے پہلے مفسر تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی ہیں۔ اور قرآن کریم کی سب سے پہلی تفسیر احادیث رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی ہیں۔ احادیث کا تعلق آیات قرآنی سے ہی ہے۔ اس لئے احادیث کا ہر مجموعہ قرآن مجید کی تفسیر ہے۔ چنانچہ امام بخاریؒ نے اپنی کتاب کو ترتیب دیتے وقت یہی طریق اختیار کیا ہے۔ کہ احادیث کے بیان کرنے سے پہلے وہ آیت لکھتے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کی روایت کردہ احادیث آیت بیان کردہ کی تشریح ہیں۔

صحابہ کرامؓ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس سورج سے روشنی حاصل کی۔ جس نے ساری دنیا کو منور کر دیا۔ اور پھر خود اس قابل ہوئے۔ کہ دنیا کو منور کریں۔ چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے صحابہ رضؓ کی شان میں فرمایا ہے۔ اصحابی کالنجوم بایّھم اقتدیتم اھدیتم۔ چنانچہ ان ستاروں نے کتاب پاک کے نور کو خاص طور پر پھیلانے کی پوری کوشش کی۔ اور جو صحابہ رضؓ اس بات میں پیش پیش تھے۔ ان کے اسماء حسب ذیل ہیں۔

خلفاء اربعہ۔ یعنی حضرت ابوبکر رضؓ حضرت عمر رضؓ۔ حضرت عثمان رضؓ حضرت علی رضی اللہ عنہم پہلے تین خلفاء سے بہت کم روایات مروی ہیں۔ لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ سے تفسیر میں بہت کچھ روایات ہیں۔ آپ خود بھی اپنے متعلق فرمایا کرتے تھے۔ کہ سلونی عن کتاب اللہ فواللہ مامن اٰیۃ الّا وانا اعلم اَبلیل نزلت ام بنھار ام فی سھل ام فی جبل۔ کہ اے لوگو! مجھ سے قرآن مجید کی آیات کے متعلق دریافت کرو۔ میں تمہیں بتاؤں گا مجھے ہر ایک آیت کے متعلق علم ہے۔ کہ وہ رات کو نازل ہوئی یا دن کو اور کہاں نازل ہوئی۔ اسی طرح حضرت ابن مسعود جو خود بھی عالم قرآن تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق فرماتے ہیں۔ ان القراٰن انزل علیٰ سبعۃ احرف مامنھا الا ولہٗ ظھر وبطن وان علی ابن ابی طالب عندہٗ منہ الظاھر والباطن۔ کہ قرآن مجید کی ہر آیت کا ایک ظاہر اور ایک باطن ہے۔ اور حضرت علیؓ وہ شخص ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے ہر دو علم عطا کئے ہیں۔

خلفاء اربعہ کے علاوہ دوسرے صحابہ کرام میں عبداللہ بن مسعود رضؓ۔ عبداللہ بن عباس رضؓ۔ ابی بن کعب رضؓ۔ زید بن ثابت رضؓ۔ ابوموسیٰ اشعری رضؓ۔ عبداللہ بن زبیر رضؓ مشہور ہیں۔ اور ازواج مطہرات میں سے حضرت عائشہ رضؓ۔ اور حضرت ام سلمیٰ رضؓ حضرت عبداللہ بن مسعود چھٹے مسلمان تھے۔ گویا آپؓ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دعوے سے لے کر آخری وقت تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے فیض حاصل کیا۔ نبی کریمؐ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ کہ اے لوگو چار آدمیوں سے قرآن مجید کا علم سیکھو۔ اور ان میں عبداللہ بن مسعودؓ کا نام بھی لیا۔

حضرت عمرؓ ان کو خزینۃ العلم کہا کرتے تھے۔ چنانچہ آپؓ نے ان کو کوفہ میں معلم اور قاضی بھی مقرر کیا تھا۔ آپ کے متعلق روایت آتی ہے کہ آپ نے فرمایا۔ کہ والذی لا الٰہ غیرہ ما نزلت من اٰیۃ من کتاب اللہ تعالیٰ الّا وانا اعلم فیمن نزلت واین نزلت ولو اعلم مکان احد بکتاب اللہ منی تنالہٗ المطایا لاتیتہٗ۔ خدا کی قسم قرآن مجید کی کوئی آیت نہیں اتری۔ مگر مجھے خوب علم ہے کہاں اتری۔ اور کس کے بارے میں اتری۔ اور اگر مجھ سے بڑھ کر کوئی اور کسی جگہ اس بات کو جاننے والا ہوتا۔ تو میں اس کے پاس پہنچتا۔

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے بھی قرآن مجید کی تفسیر میں کثرت سے روایات ہیں۔ آپ ہجرت سے دو سال قبل پیدا ہوئے۔ اور گو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانے میں کم سن تھے۔ لیکن انہوں نے باوجود کم سنی کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے فیض حاصل کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کے متعلق دعا فرمائی۔ کہ اللّٰھم فقھہ فی الدین وعلمہ التاویل۔ اللّٰھُمَّ اٰتہ الحکمۃ۔۔ اے اللہ ان کو دین کی سمجھ عطا فرما۔ کہ وہ اس کو صحیح طور پر سمجھیں۔ اور صحیح طور پر بیان کریں۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو دین کا علم بھی دیا۔ اور آپ نے اس کو خوب اچھی طرح پھیلایا۔ آپ کو سلطان المفسرین۔ ترجمان القرآن اور حبر الامت کے القاب سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ کو صحابہ کرامؓ میں سے سب سے بڑے مفسر کہا جاتا ہے۔

آپ کے متعلق تفسیر فتح البیان میں ایک روایت آتی ہے قال الاعمش عن ابی وائل استخلف علیٌّ عبداللہ بن عباس علی الموسم فخطب الناس فقرأ فی خطبتہ سورۃ البقرۃ وفی روایۃ سورۃ النور ففسرھا تفسیراً لو سمعتہ الروم والترک والدیلم لاسلموا۔ کہ ایک دفعہ حضرت علیؓ نے ان کو امیر حج مقرر فرمایا۔ آپ نے وہاں سورہ بقرہ یا سورۂ نور کی آیات پڑھ کر ایسی تفسیر کی جو غیر مسلم اگر سن پاتے تو ان کو قرآن مجید کی حقانیت کے اقرار کے سوا کوئی چارہ نہ ہوتا۔

تابعین

تابعین میں سے مشہور مفسرین علقمہؒ۔ اسودؒ مسروقؒ۔ قیس بن ابی حازم۔ مجاہد۔ سعید بن جبیر۔ عکرمہ۔ طاؤس بن کسان۔ عطاء بن ابی رباح ہیں۔ پہلے چار حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے شاگرد ہیں۔ اور علماء کوفہ کے نام سے مشہور ہیں۔ اور باقی پانچ حضرت ابن عباس کے شاگرد ہیں۔ اور علماء مکہ کے نام سے مشہور ہیں۔

عہد خلافت راشدہ میں حسب ذیل تین تفاسیر لکھی گئیں۔ تفسیر ابی۔ تفسیر عباس (ابن عباسؓ) تفسیر سعید بن جبیر۔ آخری تفسیر حسب فرمائش خلیفہ عبدالملک بن مروان لکھی گئی۔ جو شاہی خزانہ میں رہی۔ اور آخر عطاء ابن دینار کے ہاتھ آ گئی۔ اور ان کے نام پر مشہور ہوئی۔

تفسیر ابن جریر

تابعین کے بعد ایسے لوگ پیدا ہوئے۔ جنہوں نے ایسی کتب لکھیں جن میں اقوال صحابہ اور تابعین جمع کئے۔ حتیٰ کہ چوتھی صدی ہجری میں عظیم الشان تفسیر "ابن جریر" لکھی گئی۔ جس کی گیارہ جلدیں اور تین حصے ہیں۔ تفسیر ابن جریر کے لکھنے والے محمد بن جریر بن یزید الامام ابوجعفر الطبری بغدادی ہیں۔ ان کی پیدائش ۲۲۴ھ ہجری میں اور وفات ۳۱۰ھ ہجری میں ہوئی۔ ابن جریر نے تفسیر کے علاوہ تاریخ کی مشہور کتاب بھی تصنیف کی جو آج تک شوق سے پڑھا جاتا ہے۔ اگر ان کی تصانیف کو دیکھا جائے۔ تو ان کی عمر کے لحاظ سے ان کے روزانہ چودہ صفحات لکھے ہوئے بنتے ہیں۔

ابن جریر کی تفسیر میں روایات آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور صحابہؓ اور تابعین کی آ گئی ہیں۔ اسی طرح ایک حد تک لغت کا بھی لحاظ رکھا گیا ہے۔ بہرحال جامع اور نہایت عمدہ تفسیر ہے۔

تفسیر کشاف

ابن جریر کے بعد جو تفاسیر لکھی گئیں۔ ان میں سے ایک مشہور اور مستند تفسیر کشاف ہے۔ کشاف کے مصنف علامہ ابوالقاسم "جاراللہ" محمود بن عمر الزمخشری ہیں۔ آپ ۴۶۷ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ اور ۵۲۸ھ ہجری میں وفات پائی۔ ایک عرصہ تک مکہ میں مقیم رہے۔ اور وہاں رہنے

کی وجہ سے "جار اللہ" کا لقب پایا۔ نہایت معتبر عالم اور لغت عربی کے ماہر تھے۔ آپ نے کثرت سے تصانیف کی ہیں۔ جن میں سے زیادہ مشہور ادب عربی کی ہیں۔ ان کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ معتزلی تھے لیکن پھر بھی ان کی کتاب نے مقبولیت عام حاصل کی۔ چنانچہ کئی مصنفین نے اس کے متعلق کتب لکھی ہیں۔ بعض نے اسکی شرح کی ہے۔ بعض نے اس پر حواشی لکھے ہیں۔ اور بعض نے اس کا خلاصہ نکال کر پیش کیا ہے۔

تفسیر رازی

ساتویں صدی میں جو تفاسیر لکھی گئیں ان میں سے مشہور حسب ذیل ہیں:-

تفسیر رازی - تفسیر ابن العربی۔ تفسیر قرطبی انوار التنزیل المعروف بہ تفسیر بیضاوی۔

تفسیر رازی (جس کا نام مفاتیح الغیب ہے) کے مصنف امام فخر الدین محمد بن عمر الرازی ہیں۔ آپ کی وفات ۶۰۶ھ ہجری میں ہوئی۔ آپ نے سورہ انبیاء تک تفسیر لکھی۔ لیکن پھر وفات کا وقت آ گیا۔ بعد ازاں شیخ نجم الدین احمد بن محمد متوفی ۷۲۷ھ ہجری نے اس کو مکمل کیا۔

امام رازی رح نے جس زمانہ میں تفسیر لکھی۔ اس وقت اسلام پر علوم عقلیہ کی رو سے اعتراض ہو رہے تھے چونکہ آپ کو خدا نے ذہن رسا دے دیا تھا۔ اور آپ بڑے بھاری مناظر تھے۔ اسی لئے آپ نے مروجہ علوم کو مدنظر رکھ کر تفسیر لکھی۔ اور اسلام پر جو اعتراض کئے جاتے تھے ان کا رد کیا۔ جس زمانہ میں یہ تفسیر تصنیف ہوئی۔ اگر اس زمانہ میں ایسی تفسیر نہ لکھی جاتی۔ تو ہزاروں مسلمان اسلام کو خیرباد کہہ دیتے۔ امام رازی رح کا یہ بہت بڑا کارنامہ ہے۔ کہ آپ نے بروقت بند باندھ دیا۔ امام صاحب بہت بڑے عالم تھے۔ خوارزم میں معتزلہ کے ساتھ مناظرات کیا کرتے تھے۔ عربی اور فارسی زبان میں وعظ و نصیحت کرنے میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ اسی وجہ سے ان کو امام المتکلمین کہا جاتا ہے۔ اس تفسیر کے علاوہ آپ کی متعدد تصانیف ہیں۔

تفسیر ابن العربی

محی الدین محمد بن علی بن احمد المعروف شیخ اکبر کی تصنیف ہے۔ آپ کی پیدائش ۵۶۱ھ ہجری میں ہوئی۔ اور وفات ۶۳۸ھ میں۔ آپ کی تفسیر اپنے اندر بہت سے عجائبات رکھتی ہے۔ اور آپ نے متعدد آیات کی تفسیر میں "مسیح موعود" کی آمد کا ذکر کیا ہے۔ تفسیر کے علاوہ ان کی تصانیف میں سے فتوحات مکیہ اور فصوص الحکم مشہور ہیں۔

تفسیر القرطبی

تفسیر قرطبی امام ابو عبد اللہ محمد بن عمر یوسف القرطبی کی تصنیف ہے۔ آپ ۵۰۱ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ بہت بڑے مفسر تھے۔ آپ کی کتاب پندرہ جلدوں میں ہے۔ آپ نے اس میں فقہی امور کو بیان کرنے میں زیادہ توجہ کی ہے۔ متعدد تفاسیر میں اسی کتاب کے حوالے دیئے گئے ہیں۔

تفسیر بیضاوی

تفسیر بیضاوی امام ناصر الدین ابو الخیر عبد اللہ بن عمر بن محمد بن علی الشیرازی البیضاوی کی تصنیف ہے۔ آپ شیراز کے قاضی تھے آخر میں ترک منصب کرکے شیخ محمد بن تحتان کی خدمت میں رہے۔ اور انہی کے ایما سے تفسیر لکھی۔ امام بیضاوی نے اپنی تفسیر کے لئے تفسیر کشاف کو بطور بنیاد کے استعمال کیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے آپ کی کتاب کو بہت قبولیت عطا کی۔ اور یہ کتاب دنیا میں کثرت سے پڑھی جاتی ہے۔ اس کتاب پر اکتیس تعلیقات اور بائیس حواشی لکھے گئے ہیں۔ بعض علماء نے ان کی تفسیر کی تلخیص بھی کی ہے۔

تفسیر بحر محیط

یہ تفسیر شیخ اثیر الدین ابو حیان محمد بن یوسف اندلسی کی تصنیف ہے۔ جو ۷۴۵ھ میں فوت ہوئے۔ یہ تفسیر دس جلدوں میں ہے۔ انہوں نے اپنی اسی تفسیر کو دو جلدوں میں مختصر کرکے بھی لکھا ہے۔ اور اس کا نام النہر الماد من البحر رکھا۔

ان کی تفسیر نہایت عمدہ ہے۔ پہلے لغت کی تشریح کرتے ہیں۔ پھر اس کے بعد آیت کی تشریح کرتے ہیں۔ یہ غالباً پہلے شخص ہیں جنہوں نے سور کی ترتیب کو بیان کیا ہے۔

ابن کثیر

یہ کتاب امام ابو الفداء عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی کی تصنیف ہے۔ آپ شافعی المذہب تھے۔ اور آپ نے دمشق میں تعلیم حاصل کی۔ آپ کے اساتذہ میں سے مشہور ابن عساکر اور حافظ ابن تیمیہ ہیں۔ ۷۰۱ھ میں پیدا ہوئے۔ اور ۷۷۴ھ میں وفات پائی۔ آپ کی کتاب دس جلدوں میں ہے۔ اور ابن جریر کے بعد یہ دوسری ایسی کتاب ہے۔ جس میں آیات قرآنیہ کی تشریح میں احادیث اور آثار کو بالالتزام بیان کیا گیا ہے۔ اور ان پر حسب ضرورت جرح بھی کی گئی ہے۔

تفسیر جلالین

یہ کتاب شیخ جلال الدین محمد ابن احمد محلی متوفی ۸۶۴ھ ہجری کی تصنیف ہے۔ یہ کتاب ابھی سورۃ الاسراء تک لکھی گئی تھی۔ کہ مصنف کا انتقال ہو گیا۔ بعد ازاں اسکی تکمیل امام جلال الدین السیوطی متوفی ۹۱۱ھ ہجری نے کی۔ یہ تفسیر مختصر ہے۔ چنانچہ اس کے حروف سورۃ مزمل تک قرآن مجید کے حروف کے برابر ہیں۔ بوجہ مختصر اور علمی ہونے کے یہ تفسیر بہت مقبول ہوئی ہے۔ اور درس میں پڑھائی جاتی ہے۔ بغیر دماغ کو تشویش میں ڈالے آسان طرز سے آیت کا مفہوم بیان کر دیتے ہیں۔ اس کتاب کے بہت سے حواشی اور شروح لکھی گئی ہیں۔ اور اس کا نام جلالین اس لئے رکھا گیا۔ کہ دو ایسے شخصوں نے اس کو لکھا۔ جن کے نام میں لفظ جلال آتا ہے۔

الدر المنثور

در منثور امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ ہجری کی تصنیف ہے۔ سیوط علاقہ مصر میں ایک جگہ ہے۔ اور اس کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے سیوطی کہلاتے ہیں۔ علامہ سیوطی بہت بڑے عالم اور کثیر تصانیف کے مصنف تھے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ان کی پانچ سو تصانیف ہیں۔ جن میں سے ۸۹ کتب صرف فن حدیث پر ہیں۔ ان کی کتابوں میں سے اتقان فی علوم القرآن نہایت ہی مشہور کتاب ہے۔ جس میں اسی علوم القرآن پر بحث کی گئی ہے۔ در منثور میں بھی ابن جریر اور ابن کثیر کی طرح احادیث اور روایات کو زیادہ مدنظر رکھا گیا ہے۔

فتح القدیر

یہ کتاب امام محمد بن علی بن محمد شوکانی کی تصنیف ہے۔ جو ۱۱۷۲ھ میں شوکان میں پیدا ہوئے۔ اور ۱۲۵۰ھ میں وفات پائی۔ آپ نے تفسیر قرطبی بیضاوی اور کشاف کو ملحوظ رکھا ہے۔ قرطبی کے اکثر حوالجات دیئے جاتے ہیں۔ اسی کتاب کو نواب صدیق حسن خاں صاحب آف بھوپال نے ۱۳۰۷ھ ہجری میں فتح البیان کے نام سے موسوم کرکے شائع کیا۔

روح المعانی

یہ کتاب چودھویں صدی ہجری کی مشہور تصنیف ہے۔ اس کے مصنف علامہ محمود آلوسی بغدادی ہیں۔ جو ۱۲۷۰ھ ہجری میں فوت ہوئے۔ یہ کتاب ۶ جلدوں میں اور تیس حصص میں ہے۔ آپ نے اپنی کتاب میں پہلی تفاسیر کو مدنظر رکھا ہے۔ لغت روایات اور مطالب میں سے ہر ایک کو بیان کیا ہے۔ کئی ایک مقامات پر امام رازی رح پر جرح کرتے ہیں۔ انہوں نے یہ کتاب ایک خواب کی بنا پر لکھی۔ جس کا ذکر انہوں نے اپنی کتاب کے شروع میں کیا ہے۔ چونکہ یہ تفسیر آخر میں لکھی گئی ہے۔ اس لئے یہ نہایت عمدہ معلومات پر مشتمل ہے۔

تفسیر المنار

یہ کتاب الشیخ محمد رشید رضا المصری کی تالیف ہے۔ جس میں آپ نے اپنے استاد الشیخ مفتی محمد عبدہ کے دروس کو مدنظر رکھا ہے۔ مفتی محمد عبدہٗ السید جمال الدین افغانی کو بھی ملے ہیں۔ جو حنفی مدرسۂ خیال سے تعلق رکھتے تھے۔ اور بہت بڑے عالم تھے۔ تفسیر المنار مکمل نہیں بلکہ سورۂ یوسف کی آیت توفنی مسلماً تک ہے۔

تفسیر الجواہر

مصنفہ علامہ طنطاوی مصری۔ یہ تفسیر بیس جلدوں میں ہے۔ نہایت بسیط ہے۔ اور انہوں نے کوشش کی ہے۔ کہ ہر مضمون کو کھول کر بیان کریں۔

خزینۃ العرفان

جیسا کہ میں پہلے ذکر کر چکا ہوں۔ کہ تیرھویں صدی کے وسط تک جو تفاسیر لکھی گئیں۔ ان کی تعداد ۱۱۶۱ بتائی جاتی ہے۔ میں نے ان تفاسیر میں سے صرف چودہ کو گنا ہے۔ موجودہ زمانہ کی تفاسیر کے علاوہ جو پہلے زمانہ میں تفاسیر لکھی گئیں۔ وہ سب ایسے وقت میں لکھی گئیں۔ جبکہ ابھی علم جغرافیہ اور سائنس نے ترقی نہ کی تھی۔ اسی طرح سے بائیبل اور انجیل کے نسخے اتنی کثرت سے نہ ملتے تھے۔ جتنے کہ اب۔ اسی طرح سے اقوام کے متعلق انکشافات نہ ہوئے تھے۔ اس لئے گو مفسرین نے احتیاط کی۔ لیکن بہت کچھ امور ایسے لکھے گئے۔ جو اس زمانہ میں قابل قبول نہیں ہو سکتے۔ بلکہ قابل اعتراض ہیں۔

سو اس زمانہ میں اس بات کی ضرورت تھی۔ کہ تفسیر موجودہ زمانے کے حالات اور علوم کو مدنظر رکھ کر لکھی جائے۔ اور پرانے مفسرین نے جہاں جہاں غلطیاں کی ہیں۔ ان کی اصلاح کی جائے۔ نیز اب یورپ کی طرف سے قرآن مجید پر جو اعتراضات ہوتے ہیں۔ ان کا جواب دیا جائے۔ اور بتایا جائے۔ کہ قرآن مجید ہی کامل کتاب ہے۔ اور اسی کے بتائے ہوئے اصولوں کو مان کر دنیا میں جنت اور آخرت میں نجات مل سکتی ہے سو اللہ تعالےٰ نے اپنے وعدے کے مطابق حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مسیح موعود بنا کر بھیجا۔ تا اسلام کی فوقیت کو ثابت کیا جائے۔ اور اسلام پر جو اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ ان کی تردید ہو۔ اور مسلمانوں میں جو خرابیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ ان کی اصلاح ہو۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھوں یہ سب کام ہوئے۔ اور گو آپ نے کوئی مستقل تفسیر نہیں لکھی۔ لیکن آپ نے اپنی کتب میں تفسیر کے اصول بیان فرمائے اور جو اعتراضات قرآن مجید پر غیر ادیان کی طرف سے کئے جاتے تھے۔ ان کے جواب دیئے۔ اور قرآن مجید کی حقانیت کو ثابت کیا۔ اور مفسرین نے جو غلطیاں تفسیر میں دکھائی تھیں۔ ان میں سے اکثر کو واضح کیا۔ آپ کی کتب میں بیان فرمودہ تفسیر کو بعد میں جمع کیا گیا ہے۔ جو خزینۃ العرفان کے نام سے مشہور ہے۔

نوٹ درس القرآن

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ نے ایسے دست و بازو عطا فرمائے۔ جو قرآن مجید کے عاشق تھے۔ اور قرآن مجید کو سمجھنے والے تھے۔ چنانچہ ان بازوؤں میں سے حضرت مولوی نور الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔ جو بعد میں جماعت احمدیہ کے پہلے خلیفہ منتخب ہوئے۔ حضرت خلیفہ اول رضؓ نے ساری عمر قرآن مجید کی خدمت میں لگا دی۔ اور قرآن پاک کے صحیح مطالب بیان فرماتے رہے۔ گو آپ نے کوئی تفسیر مستقل طور پر نہیں لکھی۔ لیکن آپ کے درسوں کو جمع کیا گیا ہے۔ اور ان نوٹوں سے لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں۔

تفسیر کبیر

پھر حضرت خلیفہ اول رضؓ کے بعد اللہ تعالےٰ نے

(باقی صفحہ ۸ پر)

زندہ خدا۔ زندہ رسول اور زندہ کتاب

زندہ خدا

اس سے پیشتر کہ ہم یہ معلوم کریں کہ زندہ خدا زندہ رسول اور زندہ کتاب کے کیا معنے ہیں ہم کو یہ دیکھنا چاہیئے کہ زندہ کس کو کہتے ہیں۔ وہ کیا علامات ہیں جو کسی کی زندگی پر دلالت کرتی ہیں۔ آپ ایک انسان کو اپنی آنکھوں کے سامنے چلتا پھرتا۔ کھاتا پیتا۔ سوتا جاگتا۔ بولتا چالتا حرکت کرتا دیکھتے ہیں۔ تو جھٹ فتوے لگاتے ہیں کہ وہ زندہ ہے۔ اگر یہ باتیں اس میں نہ پائی جائیں۔ اگر وہ بے حس و حرکت پڑا ہو۔ آپ اس کو بلائیں وہ نہ بولے۔ نہ کھائے نہ پیئے نہ سوئے نہ جاگے تو آپ فوراً پکار اٹھیں گے کہ یہ تو مردہ ہے آپ کسی طرح اس کو زندہ نہیں کہہ سکیں گے یہ تو اس انسان کے متعلق ہے۔ جو آپ کے سامنے موجود ہو۔ لیکن فرض کیجئے وہ انسان آپ کی آنکھ سے اوجھل ہے۔ وہ کہیں دور دراز شہر میں مقیم ہے۔ ایسے شخص کی زندگی کے آثار اور علامات کیا ہو سکتی ہیں؟ یہی نہ کہ اس سے آپ کا رسل و رسائل کا تعلق ہو یا کسی اور ذریعہ سے آپ کو اس کی خبریں ملتی رہیں۔ لیکن اگر نہ تو وہ خود کوئی پیغام دے کر بھیجے۔ اور نہ کوئی دوسرا جو اس سے ملکر آیا ہو۔ اس کے زندہ ہونے کی گواہی دے تو آپ کو یقین کرنا پڑے گا۔ کہ وہ کم از کم آپ کے لئے مردہ ہو چکا ہے زندہ نہیں خواہ وہ زندہ ہی کیوں نہ ہو۔ آپ ایسی صورت میں کبھی یقین کے ساتھ فتوے نہیں لگا سکتے کہ وہ زندہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شریعت میں ایسے شخص کو جس کی کچھ عرصہ تک کوئی خبر نہ آئے مردہ تصور کیا گیا ہے۔ اور اس بناء پر اس کے متعلق مردہ ہونے کا حکم لگا دیا جاتا ہے

اگر یہ بات آپ کی سمجھ میں آگئی ہے تو آؤ اب غور کریں کہ زندہ خدا ہونے کیا معنے ہو سکتے ہیں۔ ظاہر ہے خدا تعالےٰ ہم کو ظاہری آنکھوں سے نظر نہیں آتا۔ ہم اس کو خدائی کرتے ہوئے اس طرح نہیں دیکھ سکتے جس طرح ہم زید اور بکر کو کام کرتے ہوئے دیکھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ظاہر بین لوگوں نے سرے سے خدا کی ہستی کا ہی انکار کر دیا ہے۔ وہ حضرت موسےٰ علیہ السلام کی نادان قوم کی طرح خدا کو بالجہر دیکھنا چاہتے ہیں۔

ایسے لوگ ہمارے مخاطب نہیں ہیں۔ بلکہ ہمارے مخاطب وہ لوگ ہیں۔ جو خدا کی ہستی کے قائل ہیں اور اس کو زندہ خدا مانتے ہیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ ایسے لوگ خدا کی زندگی کی کیا دلیل اپنے پاس رکھتے ہیں۔ جو انسان بھی غور کرے گا۔ اس کو معلوم ہو گا۔ کہ اس کے پاس خدا کو زندہ ماننے کی صرف ایک ہی دلیل ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ بعض بندوں سے ہمکلام ہوتا ہے۔ خدا سے ہمکلام ہونے والے ایسے سینکڑوں نہیں ہزاروں ہزاروں نہیں لاکھوں بندوں کی گواہیاں موجود ہیں۔ ہم ان بندوں کی صداقت بیانی پر یقین رکھتے ہیں۔ ان کو سچا جانتے ہیں۔ اس لئے جب وہ ہم کو خدا کا پیغام سناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ خدا کا پیغام ہے۔ تو جو سعید روح رکھتے ہیں اور ان بندوں کی صداقت کے قائل ہوتے ہیں۔ ان کی اس بات کو سچ مان لیتے ہیں۔ یہی ان کے نزدیک خدا کے زندہ ہونے کا ثبوت ہے۔ اگر نہیں ہے تو پھر بتایا جائے کہ خدا کے زندہ ہونے کا اور کونسا ثبوت اس سے بہتر ہو سکتا ہے۔ جس کے ساتھ خدا تعالیٰ ہمکلام ہوتا ہے۔ اس کے لئے تو اس کا ہمکلام ہونا ہی ثبوت ہوتا ہے۔ مگر جس سے براہ راست کلام نہیں کرتا اس کے لئے تو ایسے سچے انسان کی گواہی ثبوت ہو سکتا ہے۔

اگر آپ یہ مانتے ہیں تو آپ کو یہ بھی ماننا پڑے گا۔ کہ اگر خدا تعالےٰ چاہتا ہے کہ دنیا اس کو زندہ خدا مانے اور زندہ خدا جانے تو ضرور ہے کہ وہ ہر زمانے میں ایسے لوگ بھی پیدا کرے۔ جو اپنی صداقت کے لئے ضرب المثل ہوں جن سے وہ کلام کرے اور جن کی شہادت سے دوسرے مان لیں کہ بے شک خدا اب بھی ویسا ہی زندہ موجود ہے جیسا کہ پہلے زندہ موجود تھا اگر وہ ایسا نہ کرتا تو یقیناً ہم کبھی خدا کو نہ پہچانتے اور نہ اسکو کبھی زندہ مانتے۔ وہ زندہ بھی ہوتا تو اپنے لئے زندہ ہوتا۔ ہمارے لئے زندہ نہ ہوتا بعینہٖ اسی طرح جس طرح کوئی انسان جو دور دراز ملک میں بستا ہو۔ مگر ہم کو اس کی کوئی خبر نہ پہنچتی ہو۔

اب فرض کیجئے کہ ایسے شخص کی خبر ایک وقت تک تو ہم کو آتی رہے۔ مگر پھر خبر آنا بند ہو جائے۔ تو ہم کیا حکم لگائیں گے۔ یہی کہ جب تک اس کی خبر آتی تھی وہ زندہ تھا۔ جب سے خبر آنی بند ہوئی۔ اس وقت سے کم از کم ہمارے لئے تو زندہ نہیں رہا۔ اسی طرح جو لوگ یہ مانتے ہیں کہ پچھلے زمانے میں تو خدا تعالےٰ اپنے بعض بندوں سے ہمکلام ہوتا رہا ہے۔ مگر اب اس نے کلام کرنا چھوڑ دیا ہے وہ دانستہ یا نادانستہ اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ پہلے تو خدا تعالےٰ زندہ تھا۔ مگر اب نعوذ باللہ من ذالک وہ زندہ نہیں رہا سوال ہو سکتا ہے کہ اگر پہلے زمانے کے لوگوں کو ایسے سچے لوگوں کی شہادت درکار تھی۔ تو ہم کو کیوں نہیں ہے۔ اس لئے ماننا پڑے گا کہ جس وقت سے اللہ تعالےٰ نے انسانوں پر اپنے آپ کو ظاہر کرنا پسند کیا ہے۔ اس وقت سے لے کر آج تک دنیا پر کوئی صدی کوئی سال کوئی مہینہ کوئی دن بلکہ کوئی لمحہ ایسا نہیں آیا۔ جس میں اس سے کلام کرنے والا ایک سچا انسان یا بہت سے سچے انسان موجود نہ ہوں۔ یہ اور بات ہے کہ لوگوں نے اسکو یا ان کو مانا ہو یا نہ مانا ہو۔ پہچانا ہو یا نہ پہچانا ہو اور یہ بھی اور بات ہے کہ اس کے اثر کی نوعیت کیا ہو۔ اور وسعت کتنی ہو یہ ہو نہیں سکتا کہ خدا اپنے تئیں زندہ لوگوں سے منوانا بھی چاہے اور اپنی زندگی کے ثبوت کا جو ایک ہی ذریعہ ہے۔ اسکو مسدود کر دے۔

جو لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ ایک خاص عرصہ تک تو خدا بولتا رہا ہے اور اب بول نہیں سکتا ان کو ایک غلطی لگتی ہے۔ جس کا ذکر کرنا یہاں ضروری ہے وہ سمجھتے ہیں کہ خدا جب اپنے کسی بندے سے بولتا ہے تو وہ اس کو دنیا کے لئے نئی شریعت یا نیا قانون دینے کیلئے ہی بولتا ہے۔ یہ ایک بہت بڑا مغالطہ ہے۔ جس میں لوگ شروع سے ہی پڑتے آئے ہیں۔ اللہ تعالےٰ صرف شریعت یا قانون دینے ہی کے لئے نہیں بولتا۔ بلکہ وہ اس لئے بھی بولتا ہے کہ دنیا جان لے کہ وہ اب بھی زندہ خدا ہے۔ خدا کا کامل قانون ہوتے ہوئے بھی لوگ خدا کو بھول جاتے ہیں۔ اس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں آریہ مانتے ہیں کہ وید میں خدا کا تمام قانون موجود ہے۔ یہودی اور عیسائی مانتے ہیں کہ تورات میں خدا کا تمام قانون موجود ہے مسلمان مانتے ہیں کہ قرآن کریم میں خدا کا تمام قانون موجود ہے۔ مگر کیا تمام آریئے تمام یہودی اور عیسائی تمام مسلمان آج خدا کو زندہ خدا سمجھتے ہیں؟ زندہ خدا مانتے ہیں؟ کیا وید موجود نہیں ہیں۔ کیا تورات موجود نہیں ہے۔ کیا قرآن موجود نہیں ہے؟ باوجود ان کتابوں کے موجود ہونے کے پھر دنیا خدا کو بھولی ہوئی ہے۔ کیا یہ حقیقت نہیں ہے اگر یہ حقیقت ہے تو ماننا پڑے گا کہ الکتاب کا موجود ہونا خدا تعالےٰ کو زندہ خدا منوانے کے لئے کافی نہیں ہے۔ خدا کو زندہ خدا ماننے کے لئے ضروری ہے کہ اب بھی کوئی ایسا انسان موجود ہو۔ جو یہ گواہی دے کہ اس نے مجھ سے کلام کیا ہے۔ وہ مجھ سے بولنے والا ہے۔ خواہ وید یا تورات یا قرآن کریم کتنا بھی مکمل قانون یا شریعت ہی کیوں نہ پیش کرے۔ خواہ وہ قانون رہتی دنیا کے لئے کتنا ہی کافی کیوں نہ ہو محض ان کی موجودگی یہ تو ثابت کر سکتی ہے کہ خدا کسی وقت تک زندہ تھا بولتا چالتا تھا۔ انسانوں کی راہ نمائی کرتا تھا۔ مگر ان کی موجودگی ہرگز اس بات کا ثبوت نہیں ہو سکتی کہ وہ اب بھی زندہ ہے۔ اور جب تک یہ نہ ثابت ہو کہ وہ اب بھی زندہ ہے۔ اس کا کسی گذشتہ زمانے میں زندہ ہونا ہمارے کسی کام نہیں آ سکتا۔ موٹی مثال ہے کہ کسی بادشاہ کا قانون اسی وقت تک زندہ اور قابل عمل قانون سمجھا جا سکتا ہے۔ جب تک اس بادشاہ کی قوت نفاذ کو ہم تسلیم کریں۔ اگر بادشاہ رعایا کو قانون دے کر آپ چپ سادھ لے۔ تو کوئی بھی اس کے قانون کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہو گا۔ لیکن اگر رعایا کو محسوس ہوتا ہو کہ اگر قانون کی خلاف ورزی کریں گے تو بادشاہ سزا دینے کے لئے زندہ ہے۔ تو ضرور قانون کی پابندی کریں گے۔

اس مثال سے بآسانی سمجھ میں آ سکتا ہے کہ شریعت دینیہ کے اکمال کے باوجود اگر خدا تعالےٰ اپنے زندہ ہونے کا ثبوت ہر وقت بندوں کو نہ دیتا رہے۔ تو لوگ اس کی فرستادہ شریعت کی بھی پروا چھوڑ دیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ اس زمانے میں چونکہ دنیا یہ سمجھ بیٹھی ہے۔ کہ خدا دنیا کے کاروبار میں دخل نہیں دیتا اور اب کسی سے نہیں بولتا وہ خدا کو اور خدائی شریعت کو بھی چھوڑ بیٹھی ہے اگر دنیا کو اب بھی یقین آ جائے۔ کہ خدا زندہ ہے۔ تو وہ ضرور یہ بھی مان لیں گے۔ کہ اگر ہم اس کی فرستادہ شریعت پر عمل پیرا نہ ہوں گے۔ تو ضرور خسارے میں رہیں گے اور ضرور اپنے اعمال کی سزا اور جزا پائیں گے۔

لیکن اسے یقین کے لئے صرف ایک ہی طریق ہے ایک ہی سنت اللہ ہے۔ وہی سنت اللہ جس کا ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ وہ "کسی سچے انسان سے بولتا ہے"۔

اگر ہم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ "زندہ خدا" کیا ہے۔ اور اس کے زندہ ہونے کا کیا ثبوت ہے تو اس بات کو سمجھنا اب کچھ مشکل نہیں کہ زندہ رسول کیا ہے اور زندہ کتاب کیا ہے۔ جیسا کہ ہم نے پہلے عرض کیا تھا کہ ہمارے مخاطب وہی لوگ ہیں جو اللہ تعالےٰ کی ہستی پر ایمان رکھتے ہیں اور اسکو زندہ خدا سمجھتے ہیں۔ اسی طرح یہاں ہمارے مخاطب صرف وہی لوگ ہیں۔ جو حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو زندہ رسول سمجھتے ہیں اور یہ ایمان رکھتے ہیں کہ آپ میں تمام رسالتیں اور نبوتیں جمع ہو گئی ہیں اور آپ کا دور قیامت تک جاری رہے گا۔ اور جو اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے مکمل شریعت جس کی انسانوں کو ضرورت تھی اب سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین کے ذریعہ قرآن کریم میں قیامت تک کے لئے نازل فرما دی ہے۔ اور اس شریعت کی موجودگی میں کسی اور یا مزید شریعت کی قطعاً ضرورت نہیں رہی اس کے یہ معنے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم زندہ رسول اور قرآن کریم زندہ کتاب ہے۔ یعنی ان دونوں کی موجودگی میں نہ تو کسی ایسے رسول کی ضرورت ہے۔ جو نئی شریعت لائے اور نہ کسی کتاب کی ضرورت ہے جو کسی نئی شریعت کی حامل ہو

لیکن جب ہم کہتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم زندہ رسول ہیں تو اس کے معنے کیا ہیں

(باقی صٓ پر)

ایجی ٹیشن کے دوران میں احرار کا رویہ جارحانہ اور احمدیوں کا مدافعانہ تھا

فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت میں حکومت پنجاب کے سابق چیف سیکرٹری حافظ عبد المجید کا بیان

گذشتہ سے پیوستہ

س: کیا آپ نے وزیر اعلیٰ سے احتجاج کیا۔ کہ آپ سے مشورہ نہیں کیا گیا؟

ج: نہیں۔ کیونکہ مجھے ایسا حق حاصل نہیں تھا۔

س: آپ نے اپنے تحریری بیان میں کہا ہے۔ کہ اپیل جاری کئے جانے کے بعد اس کے علاوہ چارہ کار نہیں تھا کہ صورت حالات فوج کو سونپ دی جائے؟

ج: جی ہاں۔ س: پھر آپ نے پہلے ہوم سکرٹری کی تجاویز سے اختلاف کیوں کیا؟

ج: مجھے امید ہے۔ کہ میری بات کے بارے میں کوئی غلط فہمی نہیں ہوئی۔ ہوم سیکرٹری نے کار میں [illegible] متعلق مجھ سے گفتگو کی تھی۔ اور ان کی تجاویز غیر رسمی قسم کی تھیں۔ وہ اندازاً اس قسم کی تھیں۔ کہ اگر فلاں فلاں بات ہو جائے تو کیا تحریک بند ہو جائے گی؟ میں نے ان سے کہا۔ یہ باتیں قابل عمل نہیں۔ ان کی اس تجویز پر کہ فوج استعمال کی جائے میں بہر حال متفق ہو گیا۔ اور در حقیقت میری رائے اب بھی یہی ہے۔ کہ ۶ مارچ کو صوبائی حکومت یہی کر سکتی تھی۔ کہ صورت حال فوج کو سونپ دے۔ یہ کام مارشل لاء کا اعلان کئے بغیر بھی ہو سکتا تھا۔

س: جب آپ ۱۰ بجے گورنمنٹ ہاؤس گئے۔ تو کیا آپ نے وزیر اعلیٰ سے گفتگو کی؟

ج: میں نے ۶ تاریخ کی صبح کو اس وقت تک وزیر اعلیٰ سے گفتگو نہیں کی۔ جب تک انہوں نے اپیل جاری نہیں کر دی۔

س: کیا آپ نے اس چیز کو مشورہ کے قابل نہ سمجھا۔ کہ وزیر اعلیٰ سے کہا جائے۔ کہ صورت حال فوج کو سونپ دی جائے؟

ج: اگر انہوں نے مجھ سے اقدام کے متعلق مشورہ کیا ہوتا تو میں فوج استعمال کرنے کی رائے دے سکتا تھا۔ در حقیقت میں نے یہی رائے گورنر کو دی۔

س: آپ نے اپنے تحریری بیان میں کہا ہے۔ کہ تحریک شروع ہونے کے ایک ہفتہ کے اندر اندر اس نے خلاف توقع رخ اختیار کر لیا۔ کیا یہ درست ہے؟

ج: جی ہاں۔ س: کیا آپ مجھ سے اس بات پر اتفاق کریں گے۔ کہ ۲۷، ۲۸ فروری اور یکم مارچ کو کوئی بات خلاف توقع رونما نہ ہوئی تھی۔

ج: ہم جلوسوں کی توقع کر رہے تھے لیکن ان تین دنوں میں جلوسوں کی حالت زیادہ خراب ہو رہی تھی۔ س: کیا ان جلوسوں نے صورت حال زیادہ نازک نہیں کر دی؟

ج: جوں جوں دن گذرتے گئے۔ جلوسوں نے خراب صورت اختیار کر لی۔

مسٹر ابراہیم علی چشتی کی ہینس کارپس درخواست کے بیان کو حافظ عبد المجید نے تسلیم کیا۔ کہ انہوں نے ڈائرکٹر تعلقات عامہ مسٹر نور احمد کو یہ ہدایت کی تھی۔ کہ وہ مسٹر ابراہیم علی چشتی کو لاہور سے باہر غالباً کراچی بھیج دیں۔ انہوں نے بتایا۔ کہ یہ حکم وزیر اعلیٰ کی ہدایات کے مطابق جاری کیا گیا تھا۔ مجھے اس کی ٹھیک وجہ یاد نہیں کہ یہ حکم کیوں دیا گیا تھا۔ لیکن وزیر اعلیٰ نے گورنمنٹ ہاؤس میں ایک کانفرنس کے موقعہ پر ایسا کرنے کے لئے کہا تھا۔

س: کیا آپ اس اقدام کی وجہ کا اندازہ لگا سکتے ہیں؟

ج: میرا اندازہ ہے۔ کہ وزیر اعلیٰ نے مسٹر ابراہیم علی چشتی کے متعلق کئی قصے سن رکھے تھے۔ انہوں نے یہی مناسب سمجھا کہ ان الزامات کی تحقیقات کی بجائے مسٹر ابراہیم علی کو وقتی طور پر لاہور سے باہر بھیج دیا جائے۔

س: اگر مسٹر ابراہیم علی چشتی کی قابل اعتراض سرگرمیوں کے متعلق کوئی باوثوق اطلاع تھی۔ تو کیا انہیں فوراً معطل یا نظر بند نہیں کیا جا سکتا تھا؟

ج: میں نے یہ نہیں کہا۔ کہ درحقیقت گذارنے متعلق کسی قابل اعتراض سرگرمی کی اطلاع ملی تھی۔

س: جب مسٹر ابراہیم علی چشتی سے کراچی جانے کو کہا گیا۔ تو کیا انہیں کوئی ہدایات بھی دی گئیں؟

ج: میں نے میر نور احمد سے یہ کہا تھا۔ کہ وہ ابراہیم علی چشتی کو یہ تاثر دلائیں۔ کہ انہیں کراچی میں وزارت اطلاعات کا کوئی خصوصی کام کرنے کے لئے جانا ہے۔ میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ مسٹر چشتی کو ہدایات دیتے وقت میر نور احمد نے درحقیقت کیا کہا۔

س: کیا آپ نے مسٹر چشتی کی لاہور سے [illegible] کے متعلق کوئی اطلاع کراچی بھیجی؟

ج: میر نور احمد کو جو ہدایات میں نے دی تھیں۔ ان میں یہ بات بھی شامل تھی۔ کہ وزارت اطلاعات کے کسی ذمہ دار فرد سے اس بارہ میں انتظام کر لیں۔ مجھے بتایا گیا تھا کہ وہ ایسا انتظام کر چکے ہیں۔

س: کیا آپ وثوق کے ساتھ وہ تاریخ بتا سکتے ہیں جب آپ نے میر نور احمد کو یہ ہدایات دیں؟

ج: میں وثوق کے ساتھ یہ بات کہہ سکتا ہوں۔ کہ وزیر اعلیٰ نے مجھے مارشل لاء کے نفاذ سے قبل ہدایات دیں۔ تاہم مجھے اس بات کا یقین نہیں۔ کہ میر نور احمد کو یہ ہدایات میں نے ۵ مارچ کو دیں یا ۶ مارچ کو یا مارشل لاء کے نفاذ کے بعد میرے نزدیک یہ خیال زیادہ غالب ہے۔ کہ میں نے میر نور احمد کو ۵ مارچ کو ہدایات دی تھیں۔

س: گویا کم از کم یہ بات کہی جا سکتی ہے۔ کہ مسٹر چشتی کے خلاف جو اقدام کیا گیا وہ غیر معمولی طور پر قابل ذکر نہیں تھا۔ کیا آپ کوئی وجہ بتا سکتے ہیں کہ ایسی عجیب نوعیت کا اقدام کیوں کیا گیا؟

ج: اس اقدام کی نوعیت کے غیر معمولی طور پر قابل ذکر ہونے کی ذمہ داری مجھ پر نہیں ہے۔ عزت مآب وزیر اعلیٰ نے مجھ سے صرف یہ کہا تھا۔ کہ لاہور میں بعض مشکلات ہیں۔ اور وہ چاہتے ہیں۔ کہ میں مسٹر چشتی کو فوراً لاہور سے باہر بھیج دوں۔ میں نے کہا۔ میں کوئی ایسا اقدام نہیں کرنا چاہتا۔ جو ان کے لئے مزید مشکلات پیدا کر دے۔ اس لئے میں نے یہ تجویز پیش کی کہ میں کسی کے ماضی کے بارے میں کوئی شبہ پیدا کئے بغیر انہیں کراچی بھیج دوں اور ان سے کہوں۔ کہ انہیں اعتراض نہ ہو۔ تو میں انہیں کراچی بھیجنا پسند کروں گا۔ چونکہ انہوں نے اپنی رضامندی ظاہر کی۔ اس لئے میں نے جو کچھ ہوا بیان کیا۔

س: کیا آپ نے وزیر اعلیٰ سے دریافت کیا تھا۔ کہ چشتی نے ایسی کیا بات کی ہے۔ کہ انہیں اس سلوک کا مستحق سمجھا جا رہا ہے؟

ج: میں نے ان سے قطعاً کوئی سوال نہیں کیا تھا۔

س: کہا گیا ہے۔ کہ مسٹر چشتی کو لاہور سے باہر اس اندیشہ کی وجہ سے بھیجا گیا۔ کہ اگر وہ مارشل لاء کے حکام کے ہاتھ لگ گئے تو وہ اپنے مفاد کی خاطر اپنے ساتھیوں کو چھوڑ کر مخالفوں سے مل جائیں گے۔ کیا آپ اس خیال کی تردید کر سکتے ہیں؟

ج: میں اس سوال کے جواب دینے کی پوزیشن میں نہیں ہوں۔ لیکن ایسی بات سراسر غلط ہے۔ کیونکہ یہ احکام مارشل لاء کے نفاذ سے بہت پہلے دئے گئے تھے۔

س: مسٹر چشتی کو جلد از جلد کراچی بھیجنے سے پہلے ان کی قابل اعتراض سرگرمیوں کے متعلق حکومت کو کچھ علم تھا؟

ج: جہاں تک مجھے معلوم ہے نہیں۔

س: پنجاب سیفٹی ایکٹ کی دفعہ ۳ کے تحت جن معاملات میں نظر بندی کے احکام دیئے جاتے ہیں۔ کیا آپ کا کچھ واسطہ ان سے بھی ہے؟

ج: ایسے معاملات سے چیف سیکرٹری اور ہوم سیکرٹری دونوں نپٹتے ہیں۔ اکثر ایک افسر دوسرے کی غیر حاضری میں ایسے معاملات سے نپٹتا ہے ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ دونوں ایک ہی معاملہ سے نپٹتے ہیں۔

س: کیا یہ پہلا موقع تھا۔ کہ چشتی کا معاملہ آپ کے علم میں آیا؟ ج: میرے علم میں ایک بار یہ بات آئی تھی کہ بعض اردو اخبارات میں احمدیوں کے خلاف تحریک کے متعلق کوئی اعلان شائع ہوا۔ جس میں کہا گیا ہے۔ کہ اس کے بارے میں محکمہ اسلامیات سے استفسار کیا جا سکتا ہے۔ میں نے اس کے متعلق پوچھ گچھ کی تو مجھے معلوم ہوا۔ کہ یہ اخبارات کی شرارت ہے۔ ورنہ محکمہ اسلامیات کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔

س: وزیر اعلیٰ نے آپ سے ٹھیک ٹھیک کیا کہا تھا؟

ج: جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے۔ انہوں نے صرف وہ کچھ کہا تھا۔ جو میں پہلے ہی بیان کر چکا ہوں۔ وہ بات یہ تھی۔ کہ لاہور میں بہت سی مشکلات ہیں مجھے چاہیئے۔ کہ مسٹر چشتی کو لاہور سے باہر بھیج دوں۔

س: آپ نے اس کا مطلب یہ سمجھا۔ کہ ان مشکلات میں سے کسی کے ذمہ دار مسٹر چشتی ہیں؟

ج: میں یہ نہیں کہہ سکتا۔ ممکن اس کی ایسی تشریح کرنا ممکن ہے۔ اس کے علاوہ ایک تشریح یہ ہو سکتی ہے۔ کہ حکومت مسٹر چشتی کو اس لئے باہر بھیجنا چاہتی ہے۔ کہ اس طرح خود ان کی حفاظت کا انتظام کر سکے۔

س: کیا آپ نے وزیر اعلیٰ سے اس کی وجہ نہیں پوچھی؟

ج: وزیر اعلیٰ سے وجہ نہ پوچھنے کا سبب یہ تھا۔ کہ پنجاب میں اس وقت جو کچھ ہو رہا تھا اس کے بارے میں انتظامات کرنے میں ہم دونوں بہت مصروف تھے۔

اس مرحلے پر ایڈووکیٹ جنرل پنجاب نے حافظ عبد المجید سے ذیل کے استفسارات کئے۔

س: جس روز وزیر اعلیٰ نے آپ سے کہا۔ کہ آپ مسٹر چشتی کو لاہور سے چلے جانے کو کہیں کیا انہوں نے آپ سے یہ بھی کہا تھا کہ آپ انہیں فوراً لاہور سے چلے جانے کو کہیں؟

ج: جی ہاں۔ س: کیا اس وجہ سے آپ نے میر نور احمد کو اسی روز کہا۔ کہ مسٹر چشتی کو لاہور سے فوراً نکال لیا جائے؟ ج: میں نے یہ ہدایت انہیں دو گھنٹے کے اندر اندر پہنچا دی تھیں۔ میں نے ان سے یہ بھی کہا تھا۔ کہ جونہی ریل یا ہوائی جہاز میں جگہ مل جائے چشتی کو لاہور سے باہر بھیج دیا جائے۔

س: کیا انہوں نے آپ کو اس روز اطلاع دے دی تھی۔ کہ چشتی کو باہر بھیج دیا گیا ہے؟

ج: انہوں نے مجھے یہ اطلاع دی تھی۔ کہ انتظامات کر دیئے گئے ہیں۔ لیکن میں کہہ نہیں سکتا کہ یہ بات انہوں نے مجھ سے اسی روز کہی یا اگلے روز

س: کیا آپ مجھے وقت بتا سکتے ہیں؟

ج: یہ بات انہوں نے یقیناً لنچ سے پہلے ہی کہی تھی۔

س: مسٹر نور احمد سے آپ کی بات چیت کب ہوئی؟

ج: لنچ کے کچھ دیر بعد۔

س: کیا آپ اس امکان کو خلاف واقعہ قرار دیتے ہیں۔ کہ یہ ہدایات ۶ مارچ کو مارشل لاء کے نفاذ کے بعد میر نور احمد کو بھیجی گئیں؟

ج: میں کہہ چکا ہوں۔ کہ میں اس امکان کو معدوم تصور نہیں کرتا۔ لیکن خیال غالب یہی ہے۔ کہ یہ واقعہ ۵ مارچ کا ہے۔

س: کیا آپ جانتے ہیں۔ کہ مسٹر چشتی نے بعض ایسے اشتہار تقسیم کئے تھے۔ جن میں وزیر اعلیٰ کو ۶ مارچ کی اپیل لکھی ہو؟

ج: مجھے اس کا علم نہیں۔

س: کیا یہ درست ہے۔ کہ مسٹر چشتی نے آپ کو لکھا تھا۔ انہیں اس چیز کا سرٹیفکیٹ دیا جائے کہ وہ مرکزی حکومت کے حکم پر کراچی بھیجے گئے ہیں؟

ج: مجھے ان کی طرف سے ایک مراسلہ ملا تھا جس میں اس قسم کی درخواست کی گئی تھی۔ میں نے اُن کو کوئی جواب لکھ کر نہیں بھیجا تھا۔ لیکن میں نے موجودہ چیف سیکرٹری سے اس موضوع پر خط و کتابت کی تھی۔ اور تجویز کیا تھا کہ وہ اس امر کا فیصلہ کر سکتے ہیں۔ کہ مسٹر چشتی کو جواب بھیجا جائے یا نہ بھیجا جائے

س: کیا آپ کو یاد ہے۔ کہ مسٹر چشتی نے اس مراسلہ میں لکھا تھا۔ کہ انہیں ۶ مارچ کو

کراچی روانہ ہونے کی ہدایت کی گئی ہے؟

ج:۔ اس مراسلہ کے اصل الفاظ مجھے یاد نہیں۔

س:۔ کیا دستاویز ڈی۔ ای ۳۰۳ وہی مراسلہ ہے جو آپ کو مسٹر چشتی کی طرف سے موصول ہوا تھا؟

ج:۔ جی ہاں —— عدالت نے اُن سے دریافت کیا۔ آیا انہوں نے میر نور احمد سے نہیں کہا تھا۔ کہ مسٹر چشتی ۲۰ مارچ کو کراچی روانہ ہوں۔ انہوں نے اس کا جواب نفی میں دیا۔ انہوں نے کہا میں نے میر نور احمد سے یہ کہا تھا۔ کہ جتنی جلدی ہو سکے مسٹر چشتی روانہ ہوں

س:۔ کیا مسٹر چشتی کو لاہور سے باہر بھیجنے کے متعلق فیصلہ کابینہ کے اجلاس میں کیا گیا تھا؟

ج:۔ ہاں۔ ان معنوں میں کہ لاہور اور پنجاب کی صورت حال کا جائزہ لینے کیلئے تمام وزراء اکٹھے ہوئے تھے۔

س:۔ کیا یہ سمجھ لیا گیا تھا۔ کہ مسٹر چشتی احمدیوں کے خلاف تحریک کی حوصلہ افزائی کر رہے ہیں؟

ج:۔ جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں مجھے اس کا کوئی علم نہیں۔

س:۔ لیکن مسٹر چشتی کے خط پر آپ نے یہ نوٹ لکھا ہے؟ ج:۔ یہ میرا قیاس ہے۔

س:۔ جب آپ مسٹر چشتی کو باہر بھیج رہے تھے تو کیا آپ نے اُن کو یہ چیز سمجھانے کی کوشش کی کہ غیر معمولی اسباب کی بناء پر ان کو باہر بھیجا جا رہا ہے؟

ج:۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے۔ کہ میں انہیں یہ اندازہ کرنے کا موقعہ نہیں دینا چاہتا تھا

س:۔ کیا ان کا تعلق ان کے تحفظ سے نہیں تھا؟

ج:۔ جیسا کہ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں عین ممکن ہے یہ اندازہ صحیح ہو۔

س:۔ اگر آپ اُن کو اُن کی وجہ سے باہر بھیجنا چاہتے تھے۔ تو کیا آپ نے یہ ضروری سمجھا کہ انہیں باہر بھیجنے کے متعلق غلط فہمی میں مبتلا رکھا جائے؟

ج:۔ یہ سوال ایک مفروضہ پر مبنی ہے۔ تاہم میرا جواب یہ ہوگا۔ کہ اگر مسٹر چشتی کو ان کے تحفظ کے لئے باہر بھیجنا تھا۔ تو انہیں اس مقصد کے لئے اپنا صحیح راستہ متعین کرنا چاہیئے تھا۔ لیکن اس حالت میں ہو سکتا تھا کہ وہ مجھ سے بحث پر اتر آتے۔ اور عمل میں تاخیر ہو جاتی۔

س:۔ آپ نے کہا کہ متبادل حل یہ تھا۔ کہ مسٹر چشتی کو باہر بھیج دیا جائے کیونکہ اُن کی ذات کو خطرہ تھا۔ کیا آپ بتائیں گے کہ یہ خطرہ کس طرف سے محسوس کیا جا رہا تھا

ج:۔ میرا جواب محض قیاس پر مبنی ہے۔ لیکن اُن کے تحفظ سے میری مراد وہ غیر ضروری نکتہ چینی تھی جو سرکاری ملازم ہونے کے باوجود وہ حکومت کے خلاف روا رکھی جا رہی تھی۔ حالانکہ اُن سے درحقیقت تمام فعل سرزد نہیں ہو رہے تھے

س:۔ آپ نے یقیناً ان کے فوج کے ہاتھوں گرفتار ہو جانے کے خطرہ کو محسوس نہیں کیا تھا۔ ورنہ اس کے نتیجہ کے طور پر پیدا ہونے والی الجھنوں پر آپ کی نظر تھی؟

ج:۔ اس وقت کسی کے فوج کے ہاتھ میں آجانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا؟

اس کے بعد نظر بند درخواست گذار مسٹر ابراہیم چشتی نے جرح شروع کی۔ جس کا جواب دیتے ہوئے حافظ عبد المجید نے کہا کہ کراچی میں مسٹر چشتی کے گرفتار ہو جانے کی انہیں صحیح تاریخ یاد نہیں۔ لیکن یہ پانچ چھ روز پیشتر کی بات ہے۔

س:۔ میرے محکمہ کا ہیڈ ہونے کی حیثیت سے کیا آپ میری گرفتاری پر احتجاج ضروری نہیں سمجھتے تھے؟

ج:۔ میں ایسا خیال نہیں کرتا تھا۔ لیکن میں نے آخر کار مداخلت نہ کرنے کا قطعی طور پر فیصلہ کر لیا تھا۔ کیونکہ حفاظتی اقدام وہ شخص کرتا ہے۔ جو اقدام کے لئے ذمہ دار ہوتا ہے میں نے محکمۂ تعلقات عامہ کے ڈائرکٹر سے گفتگو کی اور ہم نے فیصلہ کیا۔ کہ وقتی طور پر ہمیں آپ کی گرفتاری کی وجہ کی تحقیقات نہیں کرنی چاہیئے۔ چند روز پیشتر مجھے میر نور احمد نے بتایا۔ کہ آپ نے انہیں ایک خط لکھا تھا۔ اور مجھے اس امر پر تعجب ہوا کہ حکام کے ہاتھ سے گزرے بغیر خط ان کے پاس کیسے پہنچ گیا

س:۔ کیا آپ نے مسٹر چشتی کی گرفتاری کو پنجاب کی صورت حال سے وابستہ کیا؟

ج:۔ مجھ پر یہ بات واضح ہو گئی۔ کہ پنجاب میں احمدیوں کے خلاف مسٹر چشتی کی جدوجہد کا محاسبہ کراچی کے حکام نے کیا ہے۔

مسٹر چشتی (نظر بند) نے اپنے سوالات جاری رکھتے ہوئے حافظ عبد المجید سے استفسار کیا اس پوزیشن کو ملحوظ رکھتے ہوئے کہ میں کم از کم بظاہر سرکاری طور پر کراچی بھیجا گیا تھا۔ کیا یہ کسی احتجاج یا کم از کم کسی تحقیقات کا موقعہ نہیں تھا؟

ج:۔ یہ بھی کچھ پہلے کہہ چکا ہوں۔ اس میں اتنا اضافہ کرنا چاہتا ہوں۔ کہ اگر سرکاری کام سے آپ کے کراچی بھیجے جانے کو آپ میرے کسی احتجاج کے بغیر بھی ثابت کر سکتے تھے

عدالت کا سوال:۔ مسٹر چشتی بظاہر سرکاری کام سے کراچی بھیجے گئے تھے۔ اور عدالت اس بات کو فرض کرتی ہے۔ کہ کراچی کے نظم و نسق کو مسٹر چشتی کی منزل اور کراچی جانے کے مقصد سے ضرور مطلع کر دیا گیا ہوگا۔ وہاں پہنچنے کے دو دن بعد مسٹر چشتی کو کراچی کے نظم و نسق نے پاکستان سکیورٹی ایکٹ کے تحت گرفتار کر لیا۔ اس صورت میں کیا یہ فرض کرنا ایک معقول بات نہیں ہے۔ کہ کراچی میں مسٹر چشتی کی گرفتاری کا مشورہ حکومت پنجاب نے دیا تھا۔

ج:۔ ہرگز نہیں۔ حکومت پنجاب سے ہدایتیں حسب ذیل طریقوں میں سے کسی ایک طریقے سے جاری کی جا سکتی تھیں (۱) کسی وزیر کی زبانی ہدایت کے ذریعہ (۲) حکومت کے سرکاری خط کے ذریعہ اور (۳) سی آئی ڈی کی اطلاع

جہاں تک کسی وزیر کی ہدایت کا تعلق ہے۔ اس کا امکان بہت کم ہے۔ کیونکہ مسٹر چشتی کو کراچی بھیجنے کا خیال میرے ذہن میں پیدا ہوا تھا کسی وزیر کے ذہن میں نہیں۔ جہاں تک سرکاری خط کا تعلق ہے۔ میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں۔ کہ لاہور سے اس طرح کوئی ہدایت نہیں بھیجی گئی۔ سی۔ آئی۔ ڈی کی کسی اطلاع کا مجھے علم نہیں ہے۔

س:۔ ٹیلیفون کے ذریعہ ہدایات کے متعلق آپ کیا کہیں گے؟ ج:۔ مجھے اس کا کوئی علم نہیں ہو سکتا تھا۔ س:۔ یہ بات یقینی ہے۔ کہ آپ نے ٹیلیفون پر کوئی ہدایت نہیں بھیجی تھی؟

ج:۔ میں نے اسی طرح کی کوئی ہدایت ہرگز نہیں بھیجی تھی

مسٹر چشتی (نظر بند) نے اپنے سوالات جاری رکھتے ہوئے استفسار کیا۔ کیا آپ کو کراچی سے بھیجے ہوئے کچھ خطوط ملے تھے؟ ج:۔ جہاں تک مجھے یاد ہے ۲۸ اپریل ۱۹۵۳ء کو یا اس کے لگ بھگ چیف سکرٹری کے عہدے کا چارج دینے تک مجھے آپ کا کوئی خط نہیں ملا تھا

س:۔ کیا ۲۸ اپریل تک حکومت پنجاب کے پاس میرے خلاف کوئی مواد موجود تھا؟

ج:۔ ۶ مارچ کے بعد اور ۲۸ اپریل سے قبل میں نے طرح طرح کی باتیں ضرور سنی تھیں۔ مرکزی حکومت نے مسٹر چشتی کی مبینہ سرگرمیوں کے متعلق محکمہ تعلقات عامہ سے تحقیقات اور جواب طلبی کی تھی۔

س:۔ کیا اس تحقیقات کے نتیجے کے طور پر کوئی قطعی بات دریافت ہوئی تھی؟

ج:۔ جس وقت تک میں نے چارج دیا تھا۔ کوئی مختتم بات نہیں ہوئی تھی۔

س:۔ کیا مجھے نوٹس دیئے بغیر آپ میری برطرفی کا جائز حکم دے سکتے تھے؟

ج:۔ آپ کا تقرر عارضی تھا۔ جس کی منظوری ایک محدود مدت تک کے لئے تھی۔ عہدے کی میعاد کی اگر توسیع نہ کی جاتی۔ تو میعاد کے اختتام پر آپ کا تقرر ختم ہو جاتا

س:۔ میرے محکمے کے افسر اعلیٰ کی حیثیت سے کیا آپ کو اس بات کا علم تھا۔ کہ میرے کراچی روانہ ہونے سے قبل ۵۴-۱۹۵۳ء کے مالی سال کے لئے اس عہدے کی منظوری دی جا چکی تھی۔

ج:۔ مجھے اس کا کوئی علم نہیں ہے۔ لیکن اس کی منظوری ۳۱ مارچ ۱۹۵۳ء سے پہلے نہیں دی جا سکتی تھی۔ لیکن مالی سال ختم ہونے سے پہلے انتظامی طور پر اس کی منظوری دی جا سکتی تھی۔

لاہور ۶ جنوری کو حافظ عبد المجید نے ۶ جنوری کو اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے بتایا۔ کہ میں ان سب کو فسادات کا ذمہ دار سمجھتا ہوں جنہوں نے احمدیوں کے متعلق مطالبات منوانے کے لئے پیش کئے تھے۔

حافظ عبد المجید نے کہا۔ کہ میری یہ قطعی رائے تھی کہ اس نزاع میں احرار کا رویہ جارحانہ اور احمدیوں کا مدافعانہ تھا۔ انہوں نے خیال ظاہر کیا۔ کہ حکومت پنجاب نے ڈپٹی کمشنروں کو متعدد ہدایتیں جاری کی تھیں جن میں احرار اور احمدیوں کو ایسی سرگرمیوں سے دستکش کرنے کے لئے کہا گیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ بعض ہدایتیں خود میرے دستخط سے جاری کی گئی تھیں۔

انہوں نے کہا۔ کہ میری رائے میں ملاں اس شخص کو کہا جاتا ہے جس کی معلومات مذہب کے متعلق اس سے بہت کم ہوں۔ جس کا وہ عوام کے سامنے دعویدار ہے۔ ملا اور جو پاکستان ایسے ملک میں ترقی کے تمام تصورات کا مخالف ہے

مسٹر نذیر احمد نے جماعت اسلامی کی جانب سے گواہ پر اپنی جرح دوبارہ شروع کرتے ہوئے ان سے کہا۔ کہ ۵ مارچ کو مولانا مودودی نے اپنی تقریر میں یہ نہیں کہا تھا۔ کہ مزید گفت و شنید کے لئے دروازہ کھلا رکھا جائے؟

حافظ عبد المجید نے جواب دیا۔ کہ میں نے بھی کل کہا تھا۔ کہ مولانا مودودی یہ اعلان چاہتے تھے۔ کہ مطالبات پر غور کیا جائے گا۔ یا انہیں منظور کر لیا جائے گا۔ مجھے یاد پڑتا ہے۔ کہ انہوں نے ان دونوں نکات کے متعلق کہا تھا۔

س:۔ کیا مولانا مودودی نے حسب ذیل الفاظ نہیں کہے تھے۔ آپ کم از کم یہ اطمینان دلایئے۔ کہ ان مطالبات کے بارے میں پبلک کے نمائندوں کے ساتھ گفتگو کی جائے گی۔ اور اس گفتگو کے نتائج تفصیل کے ساتھ عوام کے سامنے لائے جائیں گے۔ یعنی ان کو بتایا جائیگا کہ اگر حکومت ان مطالبات کو نہیں مانتی تو کیوں نہیں مانتی

ج:۔ جی ہاں۔ انہوں نے جو کچھ کہا تھا۔ اس کا یہی مفہوم تھا۔

س:۔ کیا مولانا مودودی نے "سول وار" کا ذکر کرتے ہوئے حسب ذیل الفاظ نہیں کہے تھے؟

اب درحقیقت گورنمنٹ نے ایسی پوزیشن پیدا کر دی ہے جو سول وار کے مترادف ہے۔

ج:۔ میرا خیال ہے۔ کہ انہوں نے یہ نہیں کہا تھا۔ بلکہ وہی کہا تھا۔ جو میں نے کل بیان کیا تھا۔

(بقیہ صفحہ ۵)

زندہ خدا۔ زندہ رسول اور زندہ کتاب

کیا اس کے یہ معنے ہیں۔ کہ اب بھی آپ کی وہی مادی حیات قائم ہے [illegible] پودہ سو سال ہوتے موجود تھی۔ ظاہر ہے کہ اس صورت میں آپ کو زندہ نہیں کہا جاتا۔ پھر کیا دنیا میں ان کی روح بجنسہٖ باقی ہے۔ کہ جو دنیا کے کانوں میں قرآن کریم کو پڑھ کر سناتی رہتی ہے۔

ظاہر ہے کہ اگر ایسا ہوتا بھی تو ہم مادی حیات رکھنے والوں کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تلقین کوئی مفید نہ ثابت ہوتی۔ کیونکہ آپ کی روح کے دنیا میں باقی موجود ہونے کا ہمیں تو اسی صورت میں ہی فائدہ ہوتا۔ کہ وہ کسی جسم میں حلول کر کے ہماری راہ نمائی اپنے اعمال کے نمونے دکھانے سے کرتی۔ جو چیز ہم زندہ رسول میں ڈھونڈتے ہیں وہ یہ ہے کہ وہ ہماری ظاہری آنکھوں کے سامنے اپنی اور وہ شریعت پر عمل کر کے ہم کو دکھائے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں۔ کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بنفس نفیس اپنی مادی حیات میں ہماری آنکھوں کے سامنے شریعت کاملہ قرآن کریم پر عمل کرتے ہوئے دکھائی نہیں دیتے۔

اگر یہ ٹھیک ہے تو پھر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے "زندہ رسول" ہونے کے کیا معنے ہیں۔ کیا یہ اس کے یہ معنے ہیں کہ کامل کتاب جو وہ لائے وہی "زندہ رسول" بھی ہے۔ آپ ضرور کہیں گے کہ نہیں۔ کیونکہ اگر کامل کتاب ہی زندہ رسول بھی ہو گی۔ تو آپ کی مادی حیات طیبہ بلا ضرورت اور نعوذ باللہ فضول ماننی پڑے گی۔ ہاں اب آپ یہ فرمائیں گے کہ سنت اور حدیث بھی تو موجود ہیں۔ لیکن کیا سنت اور احادیث "زندہ رسول" ہیں۔ بلکہ کیا کامل کتاب جمع سنت جمع احادیث "زندہ رسول" ہیں ہم ان تمام چیزوں کو زندہ رسول کی یادگار تو کہہ سکتے ہیں۔ مگر "زندہ رسول" نہیں کہہ سکتے آپ [illegible] محسوس کریں گے کہ ایک چیز کی کسر پھر بھی باقی [illegible] جاتی ہے اور وہ ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنی مادی حیات میں کامل شریعت پر عمل کرتے ہوئے نظر آنا۔ یہ کمی کس طرح پوری ہو سکتی ہے۔ اگر آپ غور فرمائیں گے۔ تو سوائے ایک صورت کے اور کوئی دوسری صورت نہیں ہے کہ ہم محمد رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو "زندہ رسول" سمجھیں۔ اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اسوۂ حسنہ کے نمونہ پہ بار بار دنیا میں ایسے انسان بھیجے جو آپ کی طرح آپ کی لائی ہوئی شریعت پر عمل کر کے یہ دکھائیں کہ جو شریعت کاملہ حضرت محمد رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا کی راہنمائی کے لئے خدا تعالےٰ کی طرف سے لائے تھے۔ اس پر اب بھی ویسے ہی عمل کیا جا سکتا ہے۔ جس طرح کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود اپنی مادی حیات طیبہ میں کر کے دکھایا تھا۔ بس یہی ایک صورت ہے جس صورت میں ہم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو "زندہ رسول" کہہ سکتے ہیں۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مثیل بار بار دنیا میں آئے ظاہر ہے کہ ایسا انسان ضرور رہے کہ اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہو نا ہو جو اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور خلافت علی منہاج نبوت کا آغاز کرنیوالا ہے۔ جسکو مسیح موعود اور الامام

قرآن مجید کے مفسرین اور انکے مختصر حالات

— (بقیہ صفحہ ۳) —

روح القدس کی مدد سے حضرت مصلح الموعود مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ایدہ اللہ تعالےٰ کو کھڑا کیا اور حسب بشارات آپ کو علم قرآن عطا کیا گیا۔ تا "قرآن مجید کی شان" لوگوں پر ظاہر ہو۔ چنانچہ آپ نے جو تفسیر قرآن مجید لکھی۔ اور جس کی پانچ اجزا شائع ہو چکی ہیں۔ گو ابھی یہ تفسیر مکمل نہیں۔ لیکن شائع شدہ اجزا اس بات کا بیّن ثبوت ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو قرآن مجید خود سکھایا ہے اور آپ کو علوم اسلام علوم عربی اور زبان کا فلسفہ ماں کی گود میں دودھ کے ساتھ پلائے گئے ہیں :-

تفسیر کبیر کی خصوصیات

آپ نے جو تفسیر قرآن مجید کی لکھی ہے اس کا نام تفسیر کبیر ہے۔ یہ تفسیر اپنے اندر بہت سی خوبیاں رکھتی ہے۔ جس کی وجہ سے ضروری ہے کہ اس کا مطالعہ کیا جائے۔ ذیل میں ان خوبیوں میں سے چند ایک کا ذکر ضروری سمجھتا ہوں۔

(۱) آج سے پہلے اور اب بھی ایسے لوگ پائے جاتے ہیں۔ جو یہ کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں کوئی ترتیب نہیں۔ لیکن اس کے خلاف تفسیر کبیر میں ہر آیت کا دوسری آیت سے اور ہر سورۃ کا دوسری سورۃ سے تعلق واضح کیا گیا ہے۔ اور بتایا گیا ہے کہ قرآن مجید کے متعلق یہ کہنا کہ اس میں ترتیب نہیں صحیح بات نہیں ہے۔

(۲) قرآن مجید پر مستشرقین یورپ نے جو اعتراضات کئے ہیں۔ ان کا دندان شکن جواب دیا گیا ہے۔ اور بتایا گیا ہے کہ ان کے اعتراضات ان کی جہالت کی وجہ سے تھے۔

(۳) قرآن مجید کی موجودہ زمانہ کے متعلق پیشگوئیوں پر سیر کن بحث کی گئی ہے۔

(۴) یہ بتایا گیا ہے کہ موجودہ سائنس کی ترقی [illegible] تحقیقات جدیدہ سے قرآن مجید کی کسی آیت پر اعتراض نہیں پڑتا۔ بلکہ یہ سب چیزیں قرآن مجید کی تائید کرتی ہیں۔

(۵) انبیاء علیہم السلام اور مختلف اقوام کے صحیح حالات اور ان کی طرف غلط طور پر منسوب شدہ امور کی تردید۔

(۶) قرآن مجید کی تمام مشکل آیات کی ایسی تشریح جن کو عقل قبول کرتی ہے۔

(۷) مفسرین نے اپنی تفاسیر میں جہاں جہاں ٹھوکریں کھائی ہیں ان کا بیان اور آیات قرآنیہ کے صحیح مطلب کا ذکر

(۸) قرآن مجید کی ایسی تفسیر جس سے اس کی حقانیت ثابت ہوتی ہے۔ اور یہ واضح ہوتا ہے۔ کہ قرآن مجید خدا کا کلام ہے۔ اور اسی کو مان کر انسان خدا تک پہنچ سکتا ہے۔ اور دنیا بھی اسی کو مان کر سدھر سکتی ہے دل چاہتا ہے۔ کہ اس تفسیر کو بار بار پڑھا جائے۔ بلکہ جس آیت کی تفسیر کو پڑھنا شروع کیا جائے۔ اس کے چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا۔ کسی شاعر نے کہا ہے۔ ؎

جمیع العلم فی القرآن لٰکن
تقاصر عنہ افہام الرجال

کہ قرآن مجید تمام علوم کا منبع ہے۔ لیکن لوگوں کی عقول کو اس بات تک رسائی نہیں۔ یہ صداقت اگر آج کسی نے مشاہدہ کرنی ہو۔ تو تفسیر کبیر کا مطالعہ کرے۔ (بشکریہ "الفرقان")

بانیٔ آرمی پریس کا انتقال

خان بہادر حاجی منظور علی خانصاحب تائب بانی و مالک آرمی پریس شملہ و دہلی حال کراچی ایک طویل علالت کے بعد لاہور میں انتقال فرما گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اسی بناء پر ۲۰ر جنوری کو آرمی پریس بند رہا اور المصلح کا ۲۱ جنوری کا پرچہ شائع نہ ہو سکا۔

آرمی پریس پرچہ کی اشاعت میں اس جبری التوا پر قارئین المصلح سے معذرت خواہ ہے۔

(ڈاکٹر) الحاج محمد اسلم چشتی جنرل منیجر آرمی پریس کراچی)

ترکی میں بھی سنگین ریلوے حادثہ ۲ ٹرینوں کا زبردست تصادم

انقرہ ۲۱ر جنوری۔ جنوبی اناطولیہ میں آج ایک سنگین ریلوے حادثہ پیش آیا۔ عوانہ کے قریب دو (۲) ٹرینیں ایک دوسرے سے ٹکرا گئیں۔ اس حادثہ میں کل اٹھارہ اشخاص ہلاک اور چھ زخمی ہوئے۔ حادثہ میں مبتلا مسافروں کی امداد کے لئے طبی سامان کے ساتھ ایک ٹرین حادثہ کی اطلاع پاتے ہی روانہ ہو گئی۔

پاکستان میل کا ہولناک حادثہ!

(بقیہ صا)

ریلوے کا پریس نوٹ

ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ نارتھ ویسٹرن ریلوے کا ایک پریس نوٹ مظہر ہے کہ کراچی آنیوالے نمبر ۲ ڈاؤن پاکستان میل کو صبح ۵ بجکر ۴ منٹ پر حادثہ پیش آیا۔ جبکہ وہ نارتھ ویسٹرن ریلوے کے کوٹری۔ کراچی سکشن پر جھمپیر اور بودو آباد کے درمیان کراچی سے آنے والی نمبر ۵ اَپ آئل ایکسپریس کے اس مجری ہوئی ٹینک ویگن سے ٹکرا گیا۔ جو پٹڑی سے اتر گئی تھی۔ اس زبردست تصادم کی وجہ سے پٹڑی سے اتری ہوئی تیل سے بھری ہوئی ٹینک ویگن پھٹ گئی۔ اور اس میں آگ لگ گئی۔ اس آگ نے بڑھتے بڑھتے آئل ایکسپریس کی دوسری تیل کی ٹینکیوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا اور میل ٹرین کے ڈبوں میں بھی آگ لگ گئی۔ میل ٹرین تصادم کے بعد آئل ایکسپریس کے قریب رک گئی تھی ص ۴

ص ۴ پاکستان میل کی پہلی دو بوگیوں کو سب سے زیادہ نقصان پہنچا۔ اسوقت ہوا تیز چل رہی تھی جس کی وجہ سے آگ برابر پھیلتی گئی۔ اور یہ بوگیاں اور ان کے بعد کے چار ڈبے جل گئے۔ اطلاع ملی ہے۔ کہ تقریباً ۳۰ آدمی زخمی ہوئے۔ جو لوگ ہلاک ہوئے ہیں۔ وہ پہلی دو بوگیوں میں سفر کر رہے تھے۔ اور آگ کا زور کم ہونے پر جس حد تک ممکن ہو رہا ہے۔ ہلاک ہونے والوں کی تعداد معلوم کی جا رہی ہے۔ آنریبل چوہدری محمد ظفر اللہ خاں وزیر امور خارجہ پاکستان جو اس ٹرین میں سفر کر رہے تھے۔ صحیح سلامت ہیں۔

ایٹمی طاقت سے چلنے والی آبدوز کشتی

نیویارک ۲۲ر جنوری۔ منگل کو نیویارک میں صدر آئزن ہاور نے ایٹمی طاقت سے چلنے والی آبدوز کشتی کو سمندر میں اتارا۔ اس موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے انہوں نے کہا۔ کہ آئندہ اسی قسم کی اور بھی کشتیاں سمندر میں اتاری جائیں گی۔ اس کے علاوہ آئندہ مالی سال میں ایٹمی طاقت سے چلنے والا ایک بجلی گھر بھی قائم کیا جائے گا۔

سپین کے لئے امریکہ کی فوجی امداد

نیویارک ۲۲ر جنوری۔ امریکہ سپین کو جو فوجی امداد دے رہا ہے اس کی پہلی کھیپ اس ماہ کے آخر تک سپین پہنچ جائیگی۔ کل سے امریکہ کے ایک مال بردار جہاز میں جنگی سامان لدنا شروع ہو جائے گا۔ اس سامان میں زیادہ تر ٹینک ہونگے

یوم شہید ملک

ڈھاکہ ۲۲ر جنوری۔ مشرقی پاکستان مسلم لیگ کے پبلسٹی افسر مسٹر عبد الصبور نے اعلان کیا ہے۔ کہ اگلے مہینے کی ۵ تاریخ کو یوم شہید ملک منایا جائیگا۔ مسٹر عبد المالک بار ایٹ لاء مسلم لیگ کے خلاف مظاہرہ کے دوران میں ایک جھڑپ میں ہلاک ہو گئے تھے۔ صوبائی وزیر اعلیٰ مسٹر نور الامین نے مسلم لیگیوں سے اپیل کی ہے۔ کہ وہ مخالفین کی اس قسم کی اشتعال انگیزی کے بعد بھی پُرسکون اور پُرامن رہیں۔